صدائے ابابیل

(رثائی اور رزمیہ کلام)

شاعرہ: معصومہ شیرازی

صدائے ابابیل

جملہ حقوق بہ حقِ شاعرہ محفوظ ہیں

کتاب : صدائے ابابیل
(رثائی اور رزمیہ کلام)

شاعرہ : معصومہ شیرازی
0300-6362416

اشاعت اوّل : 2026ء

ناشر : خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، کراچی

ISBN: 978-969-7573-03-5

انتساب

میں اپنے یہ حقیر سخن ریزے
آخری تاجدار ولایت، منجی بشریت، امیدِ مستضعفین جہان،
یوسف زہرا، فرزند مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام مہدی آخر الزمان
عجل اللہ فرجہ الشریف کے حضور بطور ہدیہ پیش کرتی ہوں

فہرست

✍ پیش لفظ	ڈاکٹر سعید طالبی نیا	11
☆ حمد		13
☆ حمدیہ نظم		20
☆ نعت		22
☆ عشق صلِ علیٰ		25
☆ مناجاتِ امام سجاد		28
☆ یالیتنی کنا معکم یا اباعبداللہ		33
☆ شہادتِ امیرالمومنین		36
☆ ہم پرچم شبیر کی نہضت کے امیں ہیں		40
☆ سناں کی نوک پہ جینا سکھا دیا گیا ہے		44
☆ رگوں میں بولتا عشق علی دعائے بتول		46
☆ ہم فرزندان عاشورا ہم وحدت اُمت کے داعی		48
☆ لاپتا افراد۔۔۔		52
☆ ابھی نہ سوئیں۔۔۔		53
☆ شاعری جنس ہے بازار تک آپہنچی ہے		54

☆ دے رہے ہیں صدا عاشقان خدا 55

☆ خطیب عصر ہیں منبر پہ آ رہے ہیں حسین 60

☆ نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا 63

☆ قائد تیرے فرمان پہ ہم باطل کے تخت گرائیں گے 67

☆ ایدھی سے سوال 70

☆ تاوان 71

☆ مکان چھت نہ کوئی سائبان چاہیے ہے 72

☆ سلام بر زہرا 73

☆ دعائے عہد کا منظوم ترجمہ 78

☆ انتظار 86

☆ مسجد جمکران کے اس محراب مقدس میں لکھی ہوئی نظم جو امام زمانہؑ سے منسوب ہے 87

☆ من کنت مولا 89

☆ نبی زادی۔۔۔! 91

☆ یا لیتنی کنا معکم یا ابا عبداللہ 96

☆ لبیک یا شاہ زماں 99

☆ فقط حیدر امیر المومنین است 103

☆ ترانہ دستہ امامیہ 107

☆ بنت شہ کرار 109

☆ قاسم سلیمانی کی شہادت پر 113

☆ فقط حیدر امیر المومنین 115

☆ گزارش 122

☆ روضہ کریمہ اہل بیت علیہم السلام سے مخاطب ہو کر۔۔۔ 123

☆ اُکھڑے گا خیبر کا در 124

☆ لہرائیں گے ہم حیدر کے علم 126

☆ ترانہ بیادِ شہید ڈاکٹر محمد علی نقوی 130

☆ ترانہ امامیہ 133

☆ ترانہ بیادِ امام خمینی 136

☆ ترانہ برائے شہدائے پارہ چنار 140

☆ مدینے میں خیانت کار ملت سو رہی ہے 142

☆ چراغ کارواں نقوی 144

☆ مناجاتِ امامِ زمانہ 146

☆ سوئے کربلا 150

☆ وجود بھی تھا فقط ایک مصرعہ موزوں 152

☆ مرثیہ امیر المومنین 153

☆ خیر کی ابتدا فاطمہ 162

☆ فاختہ 164

☆ ترانہ 165

☆ مناجات شہید۔۔۔ 168

☆ ہم جامعہ کے نوجواں 170

☆ نماز 174

☆ استغاثہ با امام زمان 178

☆ ترانہ سید حسن نصراللہ 181

☆ دہائی وا محمدا 184

☆ سنو صدائے کربلا 187

☆ ترانہ قاسم سلیمانی 191

☆ آقای دلم مولای منم 193

☆ ہم ہیں سپاہِ مہدی سالار خامنہ ای 196

☆ ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای 199

☆ یا زینب یا زینب 202

☆ فاطمہ بنتِ نبی ہوں 207

☆ مارایت الا جمیلا 212

☆ کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو 216

☆ اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت 220

☆ چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین 225

☆ علی امامِ من است منم غلامِ علی 229

☆ الوداع مولا رضا 232

☆ بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم 236

☆ ترانہ آئی ایس او 239

☆ استغاثہ بہ حضور امامِ زمانہ 243

☆ سپاہِ باطل ہے جس سے لرزاں وہ ضربِ حیدر ہے خامنہ ای 246

☆ سلام سلام قائد شہید 248

☆ اللہ اکبر خمینی رہبر 251

☆ الموت الاسرائیل 254

☆ قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے 257

☆ اللہ اللہ اکبر امریکہ شیطان الاکبر 260

☆ فی النار فی النار صیہونی استعمار 263

☆ قاسم سلیمانی کی شہادت پر 267

☆ اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو 270

☆ حیدر حیدر یا صیہون 272

☆ زیارت ناحیہ 275

☆ علی ولی اللہ 282

☆ مدینہ کی گلیوں میں محشر بپا ہے 285

☆ خمینی بت شکن 288

☆ صیہون کا وقت آخر ہے 291

☆ ہم فاتح خیبر کا لشکر منزل ہے ہماری قدس کا در 294

☆ یہ طبل و علم، یہ جاہ و حشم، بے کار پڑے رہ جائیں گے 296

☆ ہے سر پہ ولایت کا سایہ، اے بیت مقدس تیری قسم 298

☆ لبیک یا حزب اللہ 301

☆ مسجد جمکران 304

☆ کلام بحضور امام ضامن و ثامن 306

☆ در دشت دلم تنگ شدہ شاہ خراسان 310

☆ یک شاعر دلگیر خراسان نیامد 311

☆ نشان یاری خواہم دل بیداری خواہم 312

☆ اے بیت مقدس بیت خدا ہے تجھ سے ہمارا عہد وفا 313

☆ حی علی الاقصیٰ کی صدا 315

☆ مسجد گوہر شاد 318

☆ ظلم پر ضربِ گراں ہے تیرا انکار حسین 320

☆ سوال یہ ہے۔۔۔ 323

☆ پھر سر رزم رجز خواں ہے علی کا بیٹا 325

☆ راستے کھول کے عاشق کو صدا دو مولا 327

☆ اپنے جگر پارے علامہ سید کمیل مہدی شیرازی کی شادی پر کہے گئے سہرے کے چند مصرعے 330

☆ لہو ارزاں نہیں ہوتا 332

☆ سارے دکھ درد مٹائیں مولا 334

☆ تمام عالم ہے زیرِ خنجر، زمین مقتل بنی ہوئی ہے 336

☆ ہاتھوں میں لیے ایماں کے علم جب جانبِ مقتل آئیں گے 338

☆ اَاَدْخُلُ یا اباعبداللہ؟ (کیا میں داخل ہوسکتی ہوں) 340

☆ ابابیل 341

☆ زیارت بیت اللہ 342

☆ ہے کوئی؟ 343

☆ عمرہ رجبیہ 344

☆ اشعار 346

• • •

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اُردو ادب کے اُفق پر محترمہ سیدہ معصومہ شیرازی ایک ایسے روشن نام کے طور پر جلوہ گر ہیں جن کی شاعری نہ صرف فنی حسن سے آراستہ ہے بلکہ روحانی تاثیر اور فکری گہرائی سے بھی مزین ہے۔ کراچی کی دھرتی سے تعلق رکھنے والی یہ ممتاز شاعرہ اپنے قلم کے ذریعے وابستگانِ حیدر کرّارؑ کے جذبات، اہلِ بیتؑ سے عقیدت اور اسلامی فکر کی تازگی کو دلوں تک پہنچاتی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب "صدائے ابابیل" حمدِ باری تعالیٰ، نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اہلِ بیتِ اطہارؑ کے مناقب، نوحے اور اسلامی و انقلابی ترانوں کا ایک روح پرور مجموعہ ہے۔ اس میں شامل ہر شعر نہ صرف عقیدت کے جذبے سے سرشار ہے بلکہ قاری کو ایمان کی حرارت، امید کی کرن اور ظلم کے خلاف قیام کا حوصلہ بھی دیتا ہے۔

قرآن مجید میں "ابابیل" صاحبانِ ایمان کا تعداد میں کم ہونے کے باوجود باطل کے طاقتور لشکر پر غالب آنے کا مظہر ہے۔ یہی استعاراتی قوت اس مجموعے کا مرکز ہے، شاعرہ نے اپنے کلام میں مظلوم کی صدا کو مزاحمت، دعا کو امید اور ماتم کو شعور بنا کر پیش کیا ہے۔ یہ کتاب اہلِ عشق کے لیے ایک روحانی سفر، اہلِ درد کے لیے تسکینِ قلب، اور اہلِ فکر و فن کے لیے ادبی جمال کا حسین نمونہ ہے۔ دعا ہے کہ "صدائے ابابیل" قلوب کو منور کرے، فکر و نظر میں بیداری لائے اور آنے والی

نسلوں کے لیے ایمان وحریت کا پیغام ثابت ہو۔

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، کراچی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے نومبر 2025ء میں اس حسینی خاتون کو مشہدِ مقدس میں منعقد ہونے والے ساتویں بین الاقوامی "پیر غلامانِ حسینی" کانفرنس میں بھیجا اور اجلاس کے سیکریٹریٹ نے انہیں "خادمۃ الحسین" کے لقب سے نوازا۔

ڈاکٹر سعید طالبی نیا

ڈائریکٹر جنرل

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران۔کراچی

۵/جنوری۲۰۲۶ء

•••

حمد

تو خدا دودھیا اجالوں کا
ہم مسافر سیاہ راتوں کے

تو ہے صبحِ جمال کا جلوہ
ہم ہیں سسکی اُداس شاموں کی

تو چراغ بقاء کا ناز اور ہم
راکھ بجھتے ہوئے الاؤ کی

تو ہے لطف و سرور کی بارش
ہم ہیں صحرا میں ابرِ بے مایہ

تو صدا خوش گوار موسم کی
ہم تمازت میں دشتِ بے سایہ

تو ہے تاثیرِ میں دوائے جنوں
ہم ہیں دیوانگی کا شہرِ فسوں

تو بشارت ہے صبحِ صادق کی
ہم سزاوار شب نوردی کے

تو حوالہ ہے بادشاہی کا
ہم فقیری کے استعارے ہی

تیرا لہجہ ہے بارشوں جیسا
اور ہم بادِ اضطراب میں گم

قرب تیرا مٹھاس صبحوں کی
اور ہم ہجر کے وبال میں گم

تیرا معیار ہے فراوانی
ہم ہے ھل من مزید کے بانی

تیرا چہرہ فَثَمَّ وَجْهُ اللہ
ہم ہیں بہتے لہو کی ارزانی

تو سراپا حجاب میں مستور
ہم ہیں شہرِ بلا کی عریانی

تیرا معیار عشقِ لافانی
ہم دلِ مضطرب کی نادانی

تو سراپا بہار کی خوشبو
ہم خزاؤں کی اشک افشانی

تو ہے تفسیر کوثر و تسنیم
ہم مقدر میں کربلا کی زمین

تیرا ادراک صبح راز و نیاز
اور ہم شامِ غم کا حرفِ ملال

تو من و تو کا قصۂ روشن
ہم سرِ عرش تیرا قول و قرار

سورۃ الفجر تیرا حسن و جمال
ہم اجالوں میں تیرگی کی مثال

تو ہے والعصر کی اذاں اور ہم
وادیِ ابتلاء کی سرگوشی

تو عنایت کا مہرباں سایہ
اور ہم نازِ آبلہ پائی

تو سر ہست و بود راہِ بقا
اور ہم آب آب عکسِ فنا

تو سمندر مزاج مے خانہ
ہم ہیں تیری عطا کا پیمانہ

تو ہے برہانِ ردِّ لات و منات
اور ہم دہر میں درِ اثبات

تو عطا کا عروج ہے اور ہم
کاسۂ ذات میں پڑی خیرات

تو سراپا رحیم ربِّ کریم
ہم تیرے امرِ کُن کا عزمِ صمیم

تو ہے بے مثل بے نیاز کلیم
ہم تیرے نازِ لم یکُن کے امین

لوحِ محفوظ تیرا امرِ عظیم
ہم ہیں اذن مجال کی تعلیم

تو ہے تابندگی کا اسمِ عظیم
ہم تیرے ذوق کی جلی تقسیم

تو حواہ ہے صبحِ صادق کا
ہم بشارت مزاج دیوانے

تو حقیقت ہے صبحِ اوّل کی
ہم سراپا خیال افسانے

تو قسیمِ جمالِ عصمت ہے
ہم چراغِ ولا کے پروانے

تو ہے والشّمس والضحیٰ کا قلم
ہم سویروں میں بندگی کا بھرم

تو ہے امیدِ صبحِ نو کا خدا
ہم دیارِ دعا کا کوہِ ندا

سازِ ہستی کا مدّعا تو ہے
رقصِ اقرار کی ادا ہم ہیں

شعلہِ عشق کی ضیاء تو ہے
لمحہِ شوق کی صدا ہم ہیں

تو سفینہ ہے بے نیازی کا
ہم انامست ساحلوں کی ہوا

تو عنایت کا چشمہِ زم زم
ہم ہیں جامِ سفال کا سرگم

تو مصور مزاج ہے اور ہم
تیرے ذوقِ جمال کی تسکین

تو زمانوں کا حاکمِ اعلیٰ
ہم تیرے ہست و بود کی تقویم

تو علیم و خبیر ربِّ جلیل
ہم ہیں بے چارگی میں عبدِ ذلیل

حمدیہ نظم

مجھے اِک نظم لکھنا ہے.....!!
بلا عنوان، بے ترتیب اور بے ساختہ اِک نظم!
جو ترمیم کے ہر خوف سے آزاد ہو کر نعرہ ھو میں بدل جائے
اِک ایسی نظم!
جو کُن کی صدا پر صورت لبیک ہو جائے!

ہر اِک مصرعہ اچھوتے منفرد پیرائے میں
حم اور یٰسین کے در باز کرتا ہو!
میری منظوم سوچوں کا قبیلہ۔۔۔
روشنائی کا جزیرہ چھوڑ کر ھو کے سمندر میں اُتر آئے
مجھے اس نظم کی صورت "من و تو" کے کسی مضراب کو سر تال دینا ہے
مجھے اس عشق کو منظوم کرتا ہے...

مفصل عشق نامے اور ہزاروں نامہ بر جس کے!
وہ جس کی مہرباں خوشبو رگ جاں میں اُترتی ہے...

وہ جس کا بے ریا لہجہ۔۔۔
محبت اور رحمت کے سخن تقسیم کرتا ہے۔
وہ جس کے قرب کا نشہ
رگ جاں میں دھڑکتا ہے...

مجھے اس عشق کو محسوس کرنا ہے
جو فطرت کے فصیلوں پر سفر آغاز کرتا ہے
مجھے اس عشق کو منظوم کرنا ہے

جو بے چہرہ سرابوں میں وسیلے ساتھ رکھتا ہے۔۔۔!!

نعت

عشق کے عین میں رکھ بندۂ رحمان بنا
میری رگ رگ میں اُتر، ذاکرِ یزدان بنا

نشۂ رمزِ سلونی، مئے ادراک میں رکھ
دل مِرا بولتے قرآن کا جزدان بنا

میرا دل، طور کے جلتے ہوئے میزان میں رکھ
میرا لہجہ، شبِ عاشور کا پیمان بنا

حرفِ اخلاص کا جوہر، مِرے کردار میں رکھ
ذات کو شہرِ مواخات کا اعلان بنا

نعت کا جامِ ولا، لب کے بیابان میں رکھ
ربِ جبریل کرم کر، مجھے برہان بنا

موجِ کوثر کی روانی، مِرے اشعار میں رکھ
سانس کو خوشبوئے طوبیٰ کا گلستان بنا

میرا معیارِ یقیں، مصر کے بازار میں رکھ
آنکھ کو عزمِ زلیخا کا شبستان بنا

نطقِ عمران کا صدقہ، مِرے کشکول میں رکھ
دے نیابت کا شرف نعرہِ حسان بنا

عشقِ بوذر کا حوالہ مِری اوقات میں رکھ
قابَ قوسین کا منظر، مِرا وجدان بنا

خاکِ سدرہ کی مہک، میرے خدوخال میں رکھ
زیرِ نعلین، مِرے عشق کو مہمان بنا

میرے اظہار کو الہام کی آغوش میں رکھ
میرا چہرہ کسی تعبیر کا عنوان بنا

کوہِ فاران کا جلوہ، مِرے افکار میں رکھ
ذکرِ احمد کا حوالہ مِری پہچان بنا

عشق صَلِّ علیٰ

عشق ختم الرسل عشق مولائے کل
عشق صبح ازل عشق تقدیر کل

عشق معراجِ اکبر میں جلوہ فگن
عشق کعبہ کہ آغوش میں موجزن

عشق زلف محمد کا ہر پیچ و خم
عشق طائف میں احمد کے بڑھتے قدم

عشق شیریں ادا، لہجہ مصطفیٰ
عشق کی چاشنی نُطق خیرالوریٰ

عشق کی صبح صادق بلالی اذاں
عصرِ عاشور ہے عشق کا امتحاں

عشق دل کا پیمبر، رضا کا جہاں
عشق ترکِ وطن، عشق عزمِ جواں

عشق رخت سفر، عشق فخر بشر
عشق فُطرس کے پر، عشق حُر کا سفر

عشق محو سفر سوئے غارِ حرا
عشق جلوہ نما کوہِ فاران پر

عشق شامِ قلندر ہے صبحِ نجف
عشق ہے شجرِ طوبیٰ کا عز و شرف

عشق مقداد و سلمان و بوذر کا دیں
عشق بہلول کی مملکت کا امیں

عشق زم زم سے اُٹھتی ہوئی جلترنگ
اور قُم اللَّیلَ اِلَّا قلیلاً کے رنگ

عشق لحن نبوت کا ہر زیر و بم
عشق ہے لوحِ محفوظ کا ہم قدم

عشق سجدہ ہے آدم کے اعزاز میں
عشق پہلا سبق عجز کے باب میں

عشق مشکل کشا، عشق حاجت روا
عشق ہے عرش پر، ذکرِ صلِّ علیٰ

مناجاتِ امام سجاد

پیش کار: ریزیسٹنس میڈیا (resistance media)

رب رحمان کے القاب سنو
سجدہ عشق کے آداب سنو

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

نور وحدت سے ملاقات سنو
شاہ دوراں کی مناجات سنو

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

میں اپنے نفس پہ شکوہ کناں ہوں رب جلیل
ہوائے نفس کے زندان میں ہے عبد ذلیل
سیاہ قلب میں شیطان ڈالتا ہے دلیل
تیری پناہ میں مل جائے مخلصی کی سبیل

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

تیری پناہ کا سائل ہے تیرا عبد حقیر
گناہ گار بھی ہے تیری نعمتوں کا فقیر
نماز عشق میں غفلت پہ شرم سار ضمیر
درود پاک لبوں پر ہے مثل ذکر کثیر

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

تیرے کرم تیری بخشش تیری عطا پہ نثار
تو فضل خاص کی رحمت مرے گناہ ہزار
کرم سے ڈھانپ مرے عیب رب لیل و نہار
گناہ کر کے بھی چاہوں تیری پنہ کا حصار

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

کبھی نہ بند ہُوا تیری بارگاہ کا در
تمہارے لطف نے سونپا ہے معرفت کا سفر
ہزار حمد تیری بے کراں سخاوت پر
غلامیوں سے چھڑا کر بٹھا لیا در پر

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

میری حیات تیری نعمتوں کا سیل رواں
نڈر ہُوا تو گناہوں سے بھر گیا داماں
بحق احمد مرسل عطا ہو تیری اماں
تیرے کرم سے نکل کر غلام جائے کہاں

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

تیرا غلام پشیماں ہے شہر توبہ میں
گناہ گار پہ بخشش کا ابر برسا دے
گناہ بخش دے رحمت کا نور پھیلا دے
غلام کو در آقا کی راہ دکھلا دے

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

لہو لہو ہے جگر لب پہ ہے ثنائے خدا
طویل سجدوں کی زینت ہے شاہ کرب وبلا
جدا ہوئے سبھی دلبر امام ہے تنہا
لہو رلاتی ہے مولا کو سیدہ ردا

صدائے سید سجاد سنو
صدائے سید سجاد سنو

عاشورائی کلام

نوحہ خواں: سعید حیدری
(دستہ امامیہ)

یا لیتنی کنا معکم یا ابا عبداللہ
بسم رب الشھداء، یا ابا عبداللہ

ہو سلام آپ کے دلدار جگر پاروں پر
دشت بے آب میں لڑتے ہوئے جیداروں پر
مقتل عشق میں چلتی ہوئی تلواروں پر
لعن ہو نسل اُمیہ تیرے درباروں پر
لعن ہو سید حمزہ کے جگر خواروں پر
لعن ہو لشکر کفار کے سرداروں پر

بسم رب الشھداء، یا ابا عبداللہ

ہو سلام آل محمد تیرے غم خواروں پر
بر سر نوک سناں حق کے پرستاروں پر
حزب طاغوت سے لڑتے ہوئے جراروں پر
لعن ہو بغض میں جلتے ہوئے کرداروں پر
لعن ہو دشمن حیدر کے نمک خواروں پر
لعن شیطان ترے حاشیہ برداروں پر

بسم رب الشھد ا، یا ابا عبداللہ

گل چراغوں میں ہمیں سونپ دے پیمان وفا
ہم عزادار ترے عشق میں ہو جائیں فنا
لشکر یوسف زہرا میں ہوں سب اہل وفا
پھر اُٹھے دشت سے حلت بفنا تک کی صدا
روح بیدار کو ورثے میں ملے فرش عزا
ہم ہوں شامل تیرے انصار میں یا ثار اللہ

بسم رب الشھد ا، یا ابا عبداللہ

استقامت میں ہوں ہم سینہ سپر کوہ گراں
دشت ظلمت میں بنیں ہم علی اکبر کی اذاں
حرف لبیک رہے حشر تلک ورد زباں
بخش دیں سید ابرار شفاعت کی اماں
مہرباں ہوں سر میدان امام دوراں
سجدہ عشق کا عنوان بنے خاک شفا

بسم رب الشھد ا، یا ابا عبداللہ

نسل سفیان و اُمیہ کی وہ آشفتہ سری
چار جانب سے ہیں گھیرے ہوئے بدبخت شقی
نوک نیزہ پہ ہے قرآن نما حق کا ولی
خاک اور خون میں غلطاں ہیں دلیران علی
ریگ صحرا پہ ہیں بکھرے ہوئے گلہائے نبی
آج بھی ہے لب مظلوم پہ بس ایک صدا

بسم رب الشھد ا، یا ابا عبداللہ

شہادتِ امیرالمومنین

نوحہ خواں: سعید حیدری

(دستہ امامیہ)

الوداع سردار تنہا الوداع
الوداع محبوب دلہا الوداع

ہے گلوئے پاک پر تیغ لعین
خون میں تر ہیں امیر المؤمنین
کر گئے خونبار صدیوں کی جبین
قاسطین و ناکثین و مارکین

آدمیت کا مسیحا کھو گیا
الوداع سردار تنہا الوداع
الوداع محبوب دلہا الوداع

حق پرستوں کی صدا ہے یا علی
بے نواؤں کی دعا ہے یا علی
عدل خواہوں کی نوا ہے یا علی
عرش پر رب کی ثناء ہے یا علی

ہر زمانے کا وہی مشکل کشا
الوداع سردار تنہا الوداع
الوداع محبوب دلہا الوداع

حشر برپا کر گئی ضرب جفا
خون میں تر ہے قبائے مرتضیٰ
ہر دل بیدار پر خنجر چلا
ہو گئے حسنین سے بابا جدا

سیدہ نے دی صدا وا غربتا
الوداع سردار تنہا الوداع
الوداع محبوب دلہا الوداع

یوسف زہرا ہیں اب تک بیقرار
نسل انسانی سراپا سوگوار
چہرہ حق کر گیا ہے اشکبار
ملجم ملعون کا بس ایک وار

چار جانب سے اُٹھا شور عزا
الوداع سردار تنہا الوداع
الوداع محبوب دلہا الوداع

شہر کوفہ میں ہے غل وا حسرتا
قتل سجدے میں ہوئے مشکل کشا
محو گریہ عرش پر ہیں مصطفیٰ
وائے محرومی یتیموں کی صدا

زینب و کلثوم نے رو کر کہا
الوداع سردار تنہا الوداع
الوداع محبوب دلہا الوداع

گر گئے پل میں ہدایت کے ستون
فرق اقدس سے گرا جب پاک خون
کر گیا انسانیت کو بے سکون
ماتمی ہے آیت ھم راکعون

میثم و سلمان ہیں محو بکا
الوداع سردار تنہا الوداع
الوداع محبوب دلہا الوداع

ترانہ

ہم پرچم شبیر کی نہضت کے امیں ہیں

(دستہ امامیہ بلتستان)

ہم پرچم شبیر کی نہضت کے امیں ہیں
ذلت سے بہت دور ہیں عزت کے امیں ہیں
ہم فتح مبیں فتح مبیں فتح مبیں ہیں

اے ارض یمن تیری عزادار فضائیں
ہیں خون میں ڈوبی ہوئیں ہل من کی صدائیں
رستوں پہ لگی ہیں تری دلگیر نگاہیں
سوئی ہوئی اُمت کو جگائیں گی یہ آہیں

اے اہل یمن ہم تیری حرمت کے امیں ہیں
عاشور کے فرزند ہیں ہم لشکر دیں ہیں

ہم پرچمِ شبیر کی نہضت کے امیں ہیں
ذلت سے بہت دور ہیں عزت کے امیں ہیں
ہم فتح مبیں فتح مبیں فتح مبیں ہیں

ہر دور میں آمادہ شر حزب لعیں ہے
مغموم ہے کعبہ کوئی کرار نہیں ہے
سفاک لٹیروں کے نشانے پہ زمیں ہے
اُٹھو یہی میدان عمل دار یقیں ہے

اے اہل یمن ہم تیری حرمت کے امیں ہیں
ہم نعرۂ لبیک ہیں ہم حزب یقیں ہیں

ہم پرچم میں شبیر کی نہضت کے امیں ہیں
ذلت سے بہت دور ہیں عزت کے امیں ہیں
ہم فتح مبیں فتح مبیں فتح مبیں ہیں

دجال زمانہ کے نشانے پہ ہیں مظلوم
کٹتا ہے جگر کرب میں ہے ہر دل مغموم
بارود کے شعلوں میں یمن ہو چکا مسموم
غفلت کے اندھیروں میں ہے کیوں اُمت مرحوم

اے اہل یمن ہم تیری حرمت کے امیں ہیں
ہم وارث کرار ہیں فرار نہیں ہیں

ہم پرچم شبیر کی نہضت کے امیں ہیں
ذلت سے بہت دور ہیں عزت کے امیں ہیں
ہم فتح مبیں فتح مبیں فتح مبیں ہیں

ہو جائیں گے ہر ضرب ستم گار میں حائل
اب ارض یمن دار پہ ہوں گے تیرے قاتل
تدبیر سے فی النار کریں گے صف باطل
ڈٹ جائیں گے خونخوار درندوں کے مقابل

اے اہل یمن ہم تیری حرمت کے امیں ہیں
ہم وارث تکبیر ہیں خاموش نہیں ہیں

ہم پرچم شبیر کی نہضت کے امیں ہیں
ذلت سے بہت دور ہیں عزت کے امیں ہیں
ہم فتح مبیں فتح مبیں فتح مبیں ہیں

☆

سناں کی نوک پہ جینا سکھا دیا گیا ہے
صراط عشق سے پردہ اُٹھا دیا گیا ہے

سفر نہیں ہے یہ ہجرت ہے سوئے کرب و بلا
ہمیں شعور کا رستہ دکھا دیا گیا ہے

دیار دل میں نہیں ہے اگر بتول کا غم
ترا ضمیر سقیفہ بنا دیا گیا ہے

رگوں میں دوڑ رہا ہے غرور تشنہ لبی
ہمیں فرات کا منظر دکھا دیا گیا ہے

نہ کر سکے گا کسی طور بیعت فاسق
جسے غدیر کا قصہ سنا دیا گیا ہے

بلا کے مجھ سے کہیں کاش ضامن آہو
تمہیں سخن کا سلیقہ سکھا دیا گیا ہے

جمال یوسف زہرا کی خیر جس کے سبب
زمیں پہ تخت الٰہی بچھا دیا گیا ہے

☆

رگوں میں بولتا عشق علی دعائے بتول
محاذ حق پہ ثبات قدم عطائے بتول

تمام اہل ہوس جس سے خائف ولرزاں
ستمگروں پہ وہ ضرب خدا صدائے بتول

گرے بتان بلاغت جوار کعبہ میں
لکھی گئی در کعبہ پہ جب ثنائے بتول

بتا رہی ہے زمانے کو بے نشان لحد
گراں ہے دشمن ایمان پر ولائے بتول

یہ قدر و کوثر و طوبیٰ شفاعت کبریٰ
خدائے عشق کا انعام ہے برائے بتول

سکھائے کلمہ ایمان جو یہودی کو
حجاب رب کا وہ اسرار ہے ردائے بتول

اسی کا در رضی اللہ کی سند دے گا
خدا کو عرش پہ درکار ہے رضائے بتول

ترانہ مجلسِ وحدت المسلمین

ہم فرزندان عاشورا ہم وحدت اُمت کے داعی

ہم حزب یداللہ حزب خدا ہم وحدت اُمت کے داعی
ہم فرزندان عاشورا ہم راہ عمل کے شیدائی

اُٹھیں گے لیے حیدر کا علم
نکلے گا وہیں طاغوت کا دم
مٹی میں ملیں گے اہل ستم
تاریخ بدل کر دم لیں گے ہم راہ ولایت کے راہی

ہم حزب یداللہ حزب خدا ہم وحدت اُمت کے داعی
ہم فرزندان عاشورا ہم راہ عمل کے شیدائی

ہم سربازان اسد اللہ
ماتمداران ثار اللہ
ہم حزب اللہ ہم حبل اللہ
گلزار بنائیں گے مل کر جو آگ عدو نے سلگائی

ہم حزب یداللہ حزب خدا ہم وحدت اُمت کے داعی
ہم فرزندان عاشورا ہم راہ عمل کے شیدائی

ہم شور اذاں ہم عزم جواں
باطل کے مقابل کوہ گراں
تکبیر کا نعرہ ورد زباں
انصاف کا سورج نکلے گا اب ہو گی ظلم کی پسپائی

ہم حزب یداللہ حزب خدا ہم وحدت اُمت کے داعی
ہم فرزندان عاشورا ہم راہ عمل کے شیدائی

هم اہل وطن یاران وفا
دھرتی پہ کریں گے جان فدا
ناکام رہیں گے اہل جفا
مٹی کے قرض اُتاریں گے ہم لشکر حق کے ہمراہی

ہے ارض یمن اب نوحہ غم
نکلیں گے لیے نصرت کے علم
دجال زمانہ زیر قدم
تدبیر سے زائل کر دیں گے جو وحشت ظلم نے پھیلائی

میدان میں ہم حمزہ کی قسم
رکھیں گے سبھی اشتر کا بھرم
اُٹھیں گے لیے خیبر کے علم
صدیوں کے مقدر بدلیں گے ہم مسجد اقصی کے راہی

منشور ہمارا قرآنی
دستور ہمارا انسانی
ہے عشق ہمارا رحمانی
ہم راہ شہادت کے غازی عاشور کی ہیں ہم زیبائی

لاپتا افراد۔۔۔

دیے اُمیدوں کے بجھ رہے ہیں
ہمارے یوسف کدھر گئے ہیں
اُداس بچوں کے زرد چہرے دلوں پہ خنجر چلا رہے ہیں
سہاگنوں کی سلگتی آنکھوں میں شام حسرت اُتر رہی ہے
اُجاڑ صحنوں میں بین کرتی ملول ماؤں کی سرد آہیں
ضعیف باپوں کے بے سہارا لرزتے بازو
صدائے ہل من میں ڈھل رہے ہیں
ہمارے یوسف کدھر گئے ہیں
یہ طوق و زنجیر تازیانے
یہ عہد ظلمت کے قید خانے
ہماری نسلیں نگل رہے ہیں
ہماری آنکھوں کے نور ہم سے بچھڑ رہے ہیں
ہمارے یوسف کدھر گئے ہیں

ابھی نہ سوئیں۔۔۔

جنابِ والا ابھی نہ سوئیں۔۔۔
کہ قصر شاہی سے دور
ٹھنڈی اُداس قبریں
کہر میں لپٹی بریدہ لاشوں کی منتظر ہیں
بلکتی ماؤں کے ہاتھ یخ ہیں
یتیم بچوں کی سرخ آنکھیں
حضور والا کی منتظر ہیں
جناب عالی ابھی نہ سوئیں۔۔۔

☆

شاعری جنس ہے بازار تک آپہنچی ہے
زندگی دست خریدار تک آپہنچی ہے

سر کٹانا میرے اجداد کا ورثہ ہے میاں
اب کہانی میرے انکار تک آپہنچی ہے

میری بستی کے سلگتے ہوئے دروازوں سے
شام غربت تیرے دربار تک آپہنچی ہے

دیکھ زرتار قباؤں پہ لہو کے چھینٹے
کربلا اب تیری دستار تک آپہنچی ہے

اب سر نوک سناں کہف تلاوت ہو گی
جنگ تلوار سے افکار تک آ پہنچی ہے

☆

دے رہے ہیں صدا عاشقان خدا
کربلا کربلا کربلا کربلا

زائر عشق ہو پا برہنہ چلو
آنسوؤں سے لکھو ہجر کی داستاں
نینوا سے سنو العطش کی اذاں
وادی عشق میں ہر طرف ہے خدا
دے رہا ہے زمانوں کو آب شفا

کربلا کربلا کربلا کربلا

عشق کے حج اکبر میں تم دم بدم
جب نجف سے سوئے کربلا چل پڑو
یاد رکھنا اسی دشت بے آب پر
چند خیموں میں بانٹی گئی بندگی
اور بہتر چراغوں کو سونپی گئی تا ابد زندگی
محرمِ راز تھی نینوا کی ہوا
عشق حاجت روا عشق مشکل کشا
کربلا کربلا کربلا کربلا

ہاں اسی راہ پر حر حسینی ہُوا
شاہ دیں نے پیاروں کو نامے لکھے
جون قنبر ہُوا عہد و پیماں ہوئے
دشت بے آب عرشِ معلیٰ بنا
منتظر اپنے مولا سے آ کر ملے
اب یہ بار امانت تمہارا ہُوا
پوری طاقت سے لبیک کی دو صدا
کوئی حسرت نہ ہو دل میں تیرے سوا
کربلا کربلا کربلا کربلا

ہاں اسی راہ پر بے ردا بیبیاں
اپنے خطبوں سے محشر اُٹھاتی رہیں
ہائے سر جو سناں پر بھی چپ نہ رہے
وہ رجز جو کلیجے ہلاتے رہے
آج تم بھی شہ دیں سے وعدہ کرو
ہر ستم گار دوراں کو للکار کر
رزمِ شبیر کا حق کرو گے ادا
گرد آلود ہاتھوں پہ بس اِک دعا
کربلا کربلا کربلا کربلا

عشق عاشور کے سرخ پرچم لیے
تیرے زائر چلے ہیں سوئے نینوا
حرف لبیک سے گونجتی ہے فضا
پا برہنہ ہیں زائر تیرے جابجا
چومتی ہے جبینوں کو خاک شفا
وادی عشق سے آ رہی ہے صدا
کربلا کربلا کربلا کربلا

چار جانب ہے انبوہ اہل وفا
اہل دل دشت بے آب پر ہیں فدا
پی رہے ہیں ولایت کا آب شفا
گرد آلود چہروں پہ لطف خدا
شوق دیدار کا ایک محشر بپا
دشت بیدار ہے مثل فرش عزا
ایک نظر کرم اے شہ نینوا
کربلا کربلا کربلا کربلا

کربلا کربلا کربلا کربلا
موکبوں سے اُٹھی العجل کی صدا
محو گریہ ہُوا کاروان عزا
جل اُٹھا صحن دل میں چراغ وفا
عشق عاشور ہے پرچموں کی ہوا
ہیچ سارا جہاں بس تو ہی مدعا
کربلا کربلا کربلا کربلا

اُٹھ رہے ہیں قدم سوئے حاجت روا
کربلا سوز دل کی مکمل دوا
عشق کا حج اکبر ہے یہ باخدا
چار جانب سے اُٹھتا ہے شور عزا
دشت بیدار میں ہر طرف ہے خدا
کربلا کربلا کربلا کربلا

خطیب عصر ہیں منبر پہ آ رہے ہیں حسین

نوحہ خواں: جری سجاد

(دستہ امامیہ کراچی)

خطیب عصر ہیں منبر پہ آ رہے ہیں حسین
سناں پہ عہد خدا کو نبھا رہے ہیں حسین
زمیں کو عرش معلیٰ بنا رہے ہیں حسین

اے نینوا کے مؤذن، شبیہ پیغمبر
دھواں دھواں ہُوا مقتل کہاں ہو جان پدر
کمر کا زور ہو آنکھوں کا نور ہو دلبر
گڑی ہے میرے جگر میں سناں علی اکبر
زمیں سے لاشہ اکبر اُٹھا رہے ہیں حسین
صراط عشق پہ چلنا سکھا رہے ہیں حسین

خطیب عصر ہیں منبر پہ آ رہے ہیں حسین
سناں پہ عہد خدا کو نبھا رہے ہیں حسین
زمیں کو عرش معلیٰ بنا رہے ہیں حسین

گل رباب کو لایا ہے رن میں حق کا ولی
ہمک کے شیر امامت نے آستیں پلٹی
سلگتی ریت پہ اُترا ہے پڑھ کے نادعلی
سپاہ ظلم پہ بھاری ہے نینوا کا علی
عبا میں بولتا قرآن لا رہے ہیں حسین
چراغ حق کی حرارت بڑھا رہے ہیں حسین

ضریح پاک میں محو فغاں ہیں جن و بشر
ذبیح تشنہ کا لاشہ ہے شہ کے سینے پر
گلوئے پاک پہ اب تک ہے تشنگی کا اثر
لحد میں اب بھی تڑپتا ہے سوگوار پدر
حرم کی خاک کو کعبہ بنا رہے ہیں حسین
دیار حق کا مقدر جگا رہے ہیں حسین

خطیب عصر ہیں منبر پہ آ رہے ہیں حسین
سناں پہ عہد خدا کو نبھا رہے ہیں حسین
زمیں کو عرش معلیٰ بنا رہے ہیں حسین

ہے عرش و فرش پہ اہل عزا کا شور و شین
رلا رہے ہیں دلوں کو لحد کے اونچے بین
فگار سینہ اکبر ہے روبروئے حسین
ہے اضطراب میں اب تک نبی کے دل کا چین

دلوں میں درد کا محشر اُٹھا رہے ہیں حسین
بشر کو خون کے آنسو رلا رہے ہیں حسین

خطیب عصر ہیں منبر پہ آ رہے ہیں حسین
سناں پہ عہد خدا کو نبھا رہے ہیں حسین
زمیں کو عرش معلیٰ بنا رہے ہیں حسین

اذان حق کا مؤذن ہے یوسف شبیر
گواہ تشنہ لبی شہ کا دلبر بے شیر
لہو کی پہلی عزادار دختر دلگیر
اسی لہو نے جگائے ہیں کتنے مردہ ضمیر
سپاہ ظلم سے لڑنا سکھا رہے ہیں حسین
شعور وفکر کو میداں میں لا رہے ہیں حسین

اربعینی کلام

نوحہ خواں: سعید حیدر
(دستہ امامیہ پشاور)

نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

میرے وجود میں رکھی گئی ہے خاک شفا
ہے موجزن میرے دل میں فرات کا دریا
چلا رہی ہے میرے سانس نینوا کی ہَوا
عطا ہو اذن سفر سوئے کربلا مولا

نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

میرے شعور کا کعبہ ہیں نینوا کے علم
محاذ وقت پہ مشکل کشا بنا تیرا غم

عطا کریں میرے کردار کو ثبات قدم
ہٹے نہ سر سے کبھی زینبی ردا مولا

نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

برہنہ پا ہوں تیرے عشق کے جزیروں میں
کھڑا ہوں میں تیری دہلیز کے فقیروں میں
ہے تیرا عشق میرے ہاتھ کی لکیروں میں
میری رگوں میں دھڑکتا ہے کربلا مولا

نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

ہے بے قرار تڑپتا ہُوا بدن مولا
میرے وجود پہ طاری ہے اِک تھکن مولا
ہے نینوا میرے افکار کا وطن مولا
ٹھہر گئی ہے لبوں پر بس اِک د عا مولا

نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

دیار شوق میں لہرا رہے ہیں سرخ علم
برہنہ پا تیرا عاشق چلا ہے سوئے حرم
ہے جس کا زاد سفر آہ و گریہ و ماتم
ہو میری روح تری روح میں فنا مولا

نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

صراط عشق پہ چلتے ہیں زائروں کے قدم
لہولہان ہیں پاؤں بدن پہ خاک حرم
دیارِ عشق میں اُٹھتے ہوئے سروں کی قسم
ہیں تا ابد سر میداں حسینیت کے علم
نماز عشق تیرے در پہ ہو ادا مولا

نہ ہو حیات تیرے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

تیرا کرم میرے ہر درد کی دوا مولا
میرے لبوں پہ ہو ہر دم تیری ثنا مولا
عطا ہو اس دل بیمار کو شفا مولا
ہے تیرا عشق مری روح کی غذا مولا
رضائے رب کا وسیلہ تیری دعا مولا

نہ ہو حیات ترے عشق سے جدا مولا
نظر میں کچھ نہ سمائے تیرے سوا مولا

☆

ترانہ خواں: شاہد علی شاہد بلتستانی

قائد تیرے فرمان پہ ہم باطل کے تخت گرائیں گے
لے کر عاشور کے سرخ علم ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

ہے خون میں ڈوبا صحن حرم
ہر دل ہے رہین رنج و الم
باطل نے کیا ہے وار ستم
بارود کی بو اور نوحہ غم
ہم اشتر دوراں بن بن کر طاغوت کے ہوش اُڑائیں گے

قائد تیرے فرمان پہ ہم باطل کے تخت گرائیں گے
لے کر عاشور کے سرخ علم ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

ہم سینہ سپر ہیں تیغ بکف
امداد کریں گے شاہ نجف
مقتل میں رہیں گے صف در صف
اب ہوں گے فنا باطل کے ہدف
ہم صیہونی دجالوں پر تکبیر کی برق گرائیں گے

قائد تیرے فرمان پہ ہم باطل کے تخت گرائیں گے
لے کر عاشور کے سرخ علم ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

ایمان کی ہم حد فاصل
توڑیں گے ہمی زور باطل
ہم وحی الٰہی کے حامل
ہم بحر ولایت کے ساحل
ہم پاک لہو کی بوندوں سے مقتل کی شان بڑھائیں گے

قائد تیرے فرمان پہ ہم باطل کے تخت گرائیں گے
لے کر عاشور کے سرخ علم ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

ہم عزم و عمل کے کوہ گراں
ہم عزم جواں ہم سیل رواں
ہم فتح مبیں ہم رزم جہاں
حیدر کے رجز ہیں ورد زباں
فی النار کریں گے باطل کو اقصیٰ آزاد کرائیں گے

قائد تیرے فرمان پہ ہم باطل کے تخت گرائیں گے
لے کر عاشور کے سرخ علم ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

مظلوموں کے غمخوار بھی ہم
ظالم پہ کاری وار بھی ہم
تائید شہ کرار بھی ہم
مہدی کے علمبردار بھی ہم
ان صیہونی شیطانوں کو خیبر کی یاد دلائیں گے

قائد تیرے فرمان پہ ہم باطل کے تخت گرائیں گے
لے کر عاشور کے سرخ علم ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

ایدھی سے سوال

نابیناؤں کی بستی میں
آنکھیں کس کو سونپ گئے ہو
کون یہاں بینائی کے تاوان بھرے گا
ربذہ کے دلگیر مسافر
کون ترا ہمزاد بنے گا

تاوان

وقت کے چمکیلے فٹ پاتھ پہ
دھندلی یادیں زرد کتابیں سوکھے پھول پرانی نظمیں
بیچ رہے ہو۔۔۔
جتنے تم نے جذبوں کے تاوان بھرے تھے
اتنے دام لگا پاؤ گے؟
کیا کہتے ہو؟

☆

مکان چھت نہ کوئی سائبان چاہیے ہے
ہمیں تو سر پہ کھلا آسمان چاہیے ہے

نگاہ ناز کی اُجرت وصول کر ہم سے
بتا خراج میں کتنا دھیان چاہیے ہے

سمندروں کے سفر میں ہَوا سے لڑنا ہے
سو اب چراغ نہیں بادبان چاہیے ہے

کوئی خطیب نہیں ہے سناں کے منبر پر
سبھی کو شہرِ ستم میں امان چاہیے ہے

اُجڑتے شہر کا احوال کیا لکھوں کہ جہاں
کسی کو تیر، کسی کو کمان چاہیے ہے

سلام بر زہرا

منقبت خواں: وسیم الحسن
(دستہ امامیہ کراچی)

مرکز بزم کساء
ملکہ عرش علی
کوثر و قدر خدا
روح تسبیح و دعا
قبلہ ارض و سماء
ناشر قدر و قضا

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

حجت نور خدا تخت ولایت زہرا
فرش پر قلب محمد کی صداقت زہرا
سجدہ عشق خدا عین عبادت زہرا
مرکز بزم کسا رمز طہارت زہرا

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

ہمسر شیر خدا
چشمہ آب شفا
عرش پر تخت نشیں
فرش پر باب شفا
حرمت نور خدا
تیری پاکیزہ ردا
دل میں تا حد نظر
چار سو جلوہ نما

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

تا ابد حق کے صحیفوں کی عبارت زہرا
جنگ افکار کی بے خوف قیادت زہرا
غاصبوں فتنہ پرستوں سے برأت زہرا
غلبہ جبر میں ہے روح عدالت زہرا

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

آیت عشق خدا
نور وحدت کی ضیا
تیری اِک نظر کرم
جلوہ لطف خدا
عرش اعلی کے ملک
ہیں ترے در کے گدا

لب پہ ہے تیری ثنا
جان و دل تجھ پہ فدا

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

سورہ دھر میں معراج سخاوت زہرا
تا ابد پردہ نشینوں کی ہدایت زہرا
حشر تک دین محمد کی وکالت زہرا
اہل ایمان پہ ہے دست عنایت زہرا

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

مشعل نور ازل
منبع جود و سخا
روح ایثار و وفا
ورد تسلیم و رضا

کثرت خیر ہے تو
رجس ہے تجھ سے جدا
رب اکبر کی عطا
کون ہے تیرے سوا

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

شام حسرت میں شفاعت کی بشارت زہرا
زور اظہار میں حیدر کی فصاحت زہرا
دست کرار کی بے تیغ شجاعت زہرا
نعرہ حق کا رجز سر شہادت زہرا

سلام بر زہرا
سلام بر زہرا

دعائے عہد کا منظوم ترجمہ

بلند تخت کے پروردگار نور کے رب
اے موج مارتے زندہ سمندروں کے خدا

ترے بیان کی برکھا صحیفہ انجیل
ترے کلام کے جلوے زبور اور تورات

اے دھوپ سائے کے پروردگار حضرت حق
ہے تیرے لطف کریمی کا معجزہ قرآن

ملائکہ تیرے مملوک ہیں خدائے عظیم
ہیں انبیا و رسل تیری عظمتوں کے امین

تیری منور و تابندہ ذات حق کے حضور
میں ایک عبد گنہگار ہوں سراپا سوال

اے میرے قائم و قیوم رب عرش عظیم
تجھے ہے واسطہ تیری قدیم شاہی کا

سوال ہے تیرے اسم عظیم کے صدقے
تو جن سے کرتا ہے پُرنور آسمان و زمین

مرے خدا تیرے اس پاک نام کے صدقے
جو ہے چراغ ہدایت برائے اہل زمیں

ترا ہی نور تھا موجود ہست سے پہلے
رہے گا قایم و قیوم ہر وجود کے بعد

ترا کرم تن مردہ میں پھونکتا ہے حیات
پھر اس حیات کو دیتا ہے موت کا اسرار

اے میرے قادر و قیوم رب ملا دے مجھے
امام ہادی و مہدی امام قائم سے

میرے امام پہ اور ان کے پاک آبا پر
تو اپنے اذن سے جاری نزول رحمت کر

مری بھی اور میرے ماں باپ کی طرف سے بھی
ہیں پیش ہادی و مہدی تلک درود و سلام

جو شرق و غرب میں ہیں دشت و کوہ و صحرا میں
جو بحر و بر میں ہیں ان مومنوں کے پاک سلام

ہمارے عشق سے بھرپور یہ درود و سلام
وزن میں عرش معلیٰ کے ہم وزن ٹھہریں

نہ کوئی کر سکے ان کو شمار تیرے سوا
شرف میں کلمہ رحمان کے برابر ہوں

احاطہ کر سکے جن کا فقط کتاب مبین
شمار جن کا فقط تیرا علم کر پائے

اے میرے ہادی و مہدی امام جن و بشر
ترے حضور یہ بیعت کا عہد دہرا کر

میں زندگی کی ہر اِک صبح نور کا چہرہ
ترے قلاوہ بیعت سے جگمگاؤں گی

نہ ٹوٹ پائے گا تا حشر تجھ سے عہد وفا
میں ہر سحر تیرے اذکار سے سجاؤں گی

مرے خدا میرا کر ان کے ناصروں میں شمار
محافظوں میں محبوں میں عاشقوں میں شمار

حضور حضرت قائم کے روبرو آؤں
مطیع بن کے شہادت کا مرتبہ پاؤں

فنا مجھے میرے مولا سے گر جدا کر دے
لحد سے تن پہ کفن اوڑھ کر اُٹھوں مولا

لبوں پہ نعرۂ لبیک کے ترانے ہوں
چلوں تو قریہ و صحرا غبار بن جائیں

طلوع یوسف زہرا کا معجزہ دیکھوں
جمال یار کا سرمہ میری نگاہ میں ہو

ظہور مہدی دوراں میں بخش آسانی
خروج ہادی کو دے طاقت و فراوانی

جبین وقت سجا اقتدار مہدی سے
وفا پرست دلوں کو حیات تازہ دے

ترا ہی قول ہے اے امن و آشتی کے خدا
کہ بحر و بر میں ہے انساں فساد کی بنیاد

تو بخش دھر کو فرزند فاطمہ کا جمال
ہیں جس کے نور میں تیرے حبیب کے انوار

جو پاک کر دے جہاں کو فشار باطل سے
جو حق کو حق کے وسیلے سے آشکار کرے

پناہ خستہ دلاں ہو تری نیابت میں
بنے سہارا نہیں جن کا کوئی تیرے سوا

جو آ کے کر سکے تجدید اس زمانے میں
کتاب حق کے معطل شدہ نصابوں کی

ترے حبیب کی سیرت کا نور عام کرے
بھلا دیے گئے احکام آشکار کرے

خدائے نور انہیں ظالموں کے شر سے بچا
درود پاک محمد پہ ان کی آل پہ ہو

جو عاشقان ہدایت ہیں ان کی آنکھوں کو
جبین احمد و نور امام عصر دکھا

یہ نارسائی یہ بے چارگی یہ غم یہ وبال
ظہور حجت آخر سے دور کر مولا

نبی کے بعد عطا کر زیارت مہدی
انہیں جو ان کی زیارت کے انتظار میں ہیں

ہمارے رنج و الم رحم کے سوالی ہیں
مرے خدا انہیں تعجیل کی بشارت دے

ظہور حجت آخر قریب کر مولا
ہماری دربدری کو در عنایت دے

وہ اور ہیں جو سمجھتے ہیں دور ان کا ظہور
ہم ان کے جلوہ حق کو قریب جانتے ہیں

اب آ بھی جایئے آقا امام کون و مکاں
اب آ بھی جا یئے مولی امام عصر و زماں

انتظار

خدائے عشق نے کونین کے دریچوں کو
اِک انتظار مسلسل کی کیفیت میں رکھا
چراغ ذات کو بخشی جمال یار کی لو
رگ حیات کو سونپی خیال وخواب کی ضو
طلوع نور محمد سے نور مہدی تک
مآل عشق تھے سلمان صفت اہل یقیں
جو ظلمتوں میں جلاتے رہے چراغ وصال
اور اس کی لو سے حرارت کشید کرتے رہے
خدائے نور عطا کر سراغ کوچہ یار
طلوع عکس رخ یار کا اشارا دے
نظر کو گریہ یعقوب کا حوالہ دے

☆

(مسجد جمکران کے اس محراب مقدس میں لکھی ہوئی نظم جو امام زمانہؑ سے منسوب ہے)

سنا ہے رات کے پچھلے پہر اکثر
اسی گلفام محراب منقش میں
زمانے کا مسیحا
وقت کی جلتی رگوں پر ہاتھ رکھ کر
اسم اعظم ورد کرتا ہے
قبائے سبز کی خوشبو در و دیوار مسجد سے لپٹ کر مسکراتی ہے
دمکتے چہرہ شب تاب کی کرنیں
اچانک چار جانب جھلملاتی ہیں

تو اک طوفان گریہ سر اُٹھاتا ہے
فضا میں العطش کا شور اُٹھتا ہے
تڑپتے عاشقوں کے گرم آنسو سجدہ گاہوں سے لپٹ کر بین کرتے ہیں
ادھر محراب سے کونین کا معشوق اُٹھتا ہے
زمیں پاؤں پکڑتی ہے
ہَوا دامن پکڑ کر ہجر کے نوحے سناتی ہے
سسکتے عاشقوں کی مضطرب آہیں
بیابانِ جدائی میں مسلسل جاگتی آنکھیں
مجاور بن کے محراب مقدس کے دمکتے سنگ مرمر سے لپٹتی ہیں
تو ڈھلتی رات کا پچھلا پہر آواز دیتا ہے
لاتقنطو من رحمت اللہ

من کنت مولا

رسالت کی چٹکتی چاندنی کا نور تھا
جو کفر زادوں کی اندھیروں میں پلی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا
دمکتے لہلہاتے سبز موسم کا مسیحا دھیرے دھیرے
ہجر کی شام الم کو پار کرنا چاہتا تھا
جدائی نارسائی کے بیاباں میں بلکتی بین کرتی تھی
ادھر رب ہدایت آسمانوں پر
امامت کا سنہرا باب کھولے
آدمیت سے نیا پیمان کرنا چاہتا تھا
دمکتے دوش سے لپٹی عبائے سبز کی تاریں
پیمبر کے سراپے کا طواف عشق کرتی تھیں
خد و خال محمد کی سراپا نور کرنیں چار جانب جگمگاتی تھیں
خطیب عشق رحمت کے قلم سے وقت کی تقدیر لکھنا چاہتا تھا
ہوائیں چشم ما روشن دل ما شاد کے نعرے لگاتی تھیں

رسالت کی سحر انگیز خوشبو چار جانب لطف و رحمت کی گلابی کونپلیں
تقسیم کرتی پھر رہی تھی
فلک سے نیر تاباں کف پائے محمد کی بلائیں لے رہا تھا
عجب بیدار منزل تھی
جہاں نور پیمبر آدمیت کو
امامت کا نیا منشور دینا چاہتا تھا
زمیں من کنت مولا کے درود عاشقانہ کو تلاوت کر رہی تھی
ولایت کا حسیں سہرا
امامت کے دمکتے بت شکن ماتھے کی زینت بن رہا تھا
مشیت کا قلم یوم ہدایت کی سند بن کر
کتاب عشق پر اتمام نعمت کا اُجالا لکھ رہا تھا
مگر سب عاص بن وائل کے ہم آواز چپ تھے، دم بخود تھے
خامہ خم پر ولایت کے قلم سے ساقی کوثر
جواب ابتری کا فاطمی دیوان لکھنا چاہتا تھا۔۔۔
اُجالا نور کی کرنوں میں ڈھلتا جا رہا تھا۔۔۔

نبی زادی۔۔۔!

حرا کی سرمئی آنکھیں
پیمبر کے بدن سے پھوٹتی کرنوں سے خیرہ ہو رہی ہیں
یتیمی کی عبا میں ایک آسودہ تبسم زیر لب تیری بشارت ورد کرتا ہے۔
فضا میں دور تک پھیلی ہوی تازہ گلابوں کی مہک
نور پیمبر کو تلاوت کر رہی ہے
حرا کا سرمئی چہرہ فرشتوں کے مہکتے لمس کو محسوس کرتا ہے۔
نبی زادی۔۔۔!
تیرا نور معظم تخت طوبی سے اُتر کر دھیرے دھیرے
قلب احمد کا اُجالا بن رہا ہے۔
حرا کی محرم اسرار آنکھوں میں بلا کی بیکرانی ہے۔
نبی زادی۔۔!

ترے نور مطہر کا اُجالا اِک نئے منظر میں ڈھلتا ہے
تری آنکھیں
پیمبر کے دمکتے ،صورت مہتاب دل آویز چہرے پر
اُبھرتے زخم گنتی ہیں۔
تری دلگیر آہوں سے پیمبر کا کلیجہ کٹنے لگتا ہے۔
نبی زادی۔۔۔!
ترے آنسو فرشتوں کو رلاتے ہیں۔
سرشعب ابی طالب
مصائب کے الاؤ کی تپش اور چار جانب جہل زادوں کی عداوت کا
دھواں پھیلا ہوا ہے
شرف کی داستاں لکھتا خدا منظر بدلتا ہے
شہنشاہ عرب تخت رسالت سے کھڑے ہو کر
تری تکریم کرتا ہے۔
سرعرش علی رب جہاں تطہیر کی آیت
لب جبریل کی زینت بناتا ہے۔
تری عصمت بڑھاتا ہے۔
ہَوا تیری ثنا کا اسم اعظم گنگناتی ہے

فرشتوں کے سنہرے ریشمی پر تیری چوکھٹ چوم لیتے ہیں
نبی زادی۔۔!
سوادِ ہجر کی دل سوز آہٹ پھر ترے دل پر
نئے خنجر چلاتی ہے۔
قضا کے سرد ہاتھوں پر تری مادر کا لاشہ ہے۔
جدائی کا کڑا لہجہ نیا نوحہ سناتا ہے
نبی زادی۔۔۔!
کہانی پھر نئی کروٹ بدلتی ہے
قیامت خیز منظر ہے
پیمبر کی اُداسی سے بھری نمناک آنکھوں میں
تری فرقت کے آنسو جھلملاتے ہیں
تری جانب بڑی حسرت سے تکتی نیم وا آنکھیں
تری دلگیر آہیں اور بلکتی شام تنہائی
پس منظر میں عزرائیل کا لرزیدہ لہجہ
اور ہَوا کی ماتمی سرگوشیاں دل چیر دیتی ہیں
شب غربت کف افسوس ملتی ہے
دیارہجر کی تیرہ شبی کچھ اور بڑھتی ہے

نبی زادی۔۔۔!
ترے بے تاب لہجے میں جدائی کے سخن شہر پیمبر کیوں نہ سن پایا؟
ترے زخمی کلیجے کو کوئی مرہم نہ مل پایا
تری صُبَّتْ علیَّ کی صداؤں سے مورخ کانپ اُٹھتا ہے
لہو روتی ہے بیت الحزن کی دلگیر تنہائی۔
نبی زادی۔۔۔!
ترا مغموم چہرہ پھر سر منبر اُبھرتا ہے
عجب تاثیر رکھتا ہے ترا ذوق مسیحائی
تجھے افکار کی بخیہ گری کے رمز آتے ہیں
سر منبر
الٰہی ذوق کو تقسیم کرتا جاوداں لہجہ
شباہت میں پیمبر کا دمکتا دل نشیں پیکر
ترے لفظوں میں موجیں مارتا کوثر
ثنا کے سیپ سے وحدت کے موتی چن رہا ہے
رسالت کی رو پہلی صبح صادق
خاک زادوں سے مخاطب ہے
ولایت کے سخن تیرے وسیلے سے

الٰہی عدل کا میزان بنتے جا رہے ہیں
ترے ارفع سخن انسانیت کے ذیل میں
پوری کتاب بندگی تحریر کرتے ہیں
نبی زادی۔۔۔!
در جود و سخا کو ورد کرتا وہ گراں تحفہ
جسے لطف پیمبر نے ترا ورثہ بنایا تھا
تجھے کیونکر نہ مل پایا؟
زمانے نے شقاوت کا پرانا درس دہرایا
نبی زادی۔۔۔!
تری گمنام بے سایہ لحد
اجر رسالت سے خیانت کا تسلسل ہے۔۔۔
نبی زادی۔۔۔!
ترے جلتے ہوئے در کا دھواں لے کر خیانت کار نسلیں
میرے گھر تک آن پہنچی ہیں
مدد یا یوسف زہراؑ
مدد یا یوسف زہراؑ

یالیتنی کنا معکم یا ابا عبداللہ

زیارت عاشورہ (منظوم)

نوحہ خواں: محمد علی نجفی

(دستہ امامیہ کراچی)

سلام اے گل زہرا سلام ثار اللہ
سلام رہبر تنہا جمال وجہ اللہ
سلام عشق ہو ان پاکباز روحوں پر
فنا ہوئیں جو تیرے نور کے سمندر میں
ہزار لعن جگر خوار بد خصالوں پر
جنھوں نے نسل پیمبر لہو میں نہلائی
لعین وہ بھی جو اہل ستم کے ساتھ رہے
لعین وہ بھی جو ظلمت کے رازدار رہے

تیرے حضور یہ وعدہ ہے جانثاروں کا
لڑیں گے برسر مقتل ستم شعاروں سے
فدا کریں گے دل وجاں تیرے اشاروں پہ
ہزار لعن ہے بر کاروان جور و جفا
ہے جن کے نیزہ وخنجر پہ خون خلق خدا
دلوں میں بغض محمد عداوت زہرا

سلام اے گل زہرا سلام ثار اللہ
سلام رہبر تنہا جمال وجہ اللہ
رہوں میں یوسف زہرا کے جانثاروں میں
میرا شمار ہو مہدی کے پاسداروں میں
میرے نصیب میں لکھ انتقام خون حسین
میرا شعور بنے گرد آستان حسین
نہ آئے ضعف کبھی پائے استقامت میں
ملے شفاعت سبط نبی بشارت میں
حیات اہل کساء پر نثار ہو جائے
قضا بھی ان کی عطا سے بہار ہو جائے

لعن ہے بغض میں جلتے ستم شعاروں پر
لعن ہے نسل اُمیہ کے خونخواروں پر
لعن ہے دین فروشوں کے رازداروں پر
لعن ہے لشکر کفار کے سواروں پر

سلام اے گل زہرا سلام ثار اللہ
سلام رہبر تنہا جمال وجہ اللہ
سلام بر سر نوک سناں ستاروں پر
سلام خون میں ڈوبی ہوئی وفاؤں پر
سلام اکبر و اصغر سے خوش خصالوں پر
سلام شہر شہادت کی رہ گزاروں پر

سلام اے گل زہرا سلام ثار اللہ
سلام رہبر تنہا جمال وجہ اللہ
ثبات فکر کا سورج ہوں نقش پائے حسین
نفس نفس میں ہو عہد وفا برائے حسین
بجھے چراغ میں ہم کو بھی آزمائے حسین
ہمارے شوق شہادت پہ مسکرائے حسین

ترانہ

(دستہ امامیہ کراچی)

لبیک یا شاہ زماں
آمادہ ایم آمادہ ایم

ہم لشکر انصار ہیں
حق کے علمبردار ہیں
ظلمت پہ کاری وار ہیں
ہم نعرہ کرار ہیں
بن کر عزا کے پاسباں
ہوں گے جہاں میں کامراں

لبیک یا شاہ زماں
آمادہ ایم آمادہ ایم

بن کر جلال عسکری
توڑیں گے زور عنتری
ہو گا شعار بوذری
اُٹھے گی سیف اشتری
لرزے گی باطل کی زباں
گونجے گا رہبر کا بیان

لبیک یا شاہ زماں
آمادہ ایم آمادہ ایم

ہم وارث فتح مبیں
شہر شہادت کے مکیں
ہم عزم پیہم کے امیں
ہم ناشر افکار دیں
ہو گا جلال لامکاں
شیطان اکبر پر عیاں

لبیک یا شاہ زماں
آمادہ ایم آمادہ ایم
ہم عزم کا کوہ گراں
ہم عشق کا آب رواں
دستور حق وردِ زباں
فرزند حیدر پاسباں
بن کر صدائے بے کساں
حاضر انیس مہرباں

لبیک یا شاہ زماں
آمادہ ایم آمادہ ایم

ہم زینت صحن حرم
ہم قدس کے اونچے علم
ہم وارث سیف و قلم
طاغوت کو کر دیں گے خم

اُٹھے گا شور الاماں
گونجے گی اکبر کی اذاں

لبیک یا شاہ زماں
آمادہ ایم آمادہ ایم
یہ رزم گاہ خیر و شر
ہیں سر بکف سینہ سپر
ہو ہم پہ مولا کی نظر
اہل ستم ہوں دار پر
ہیں صف بہ صف پیر و جواں
ہو گا حساب کشتگاں

لبیک یا شاہ زماں
آمادہ ایم آمادہ ایم

فقط حیدر امیر المومنین است

منقبت خواں: عاطر حیدر
(دستہ امامیہ کراچی)

علی پرچم احرار
علی بر سر پیکار

علی رد ستم گار
علی سرخی افکار
علی نعرۂ جرار
علی حق کا علمدار
علی کعبہ کردار

علی رمز پر اسرار
علی رب کا جلی وار

علی حیدر کرار
علی مصحف انوار
علی وجد کا معیار
علی عشق کی دستار

علی قبلہ ابرار
علی کل کا مددگار
علی فرش کا کرار
علی عرش کا سردار

فقط حیدر فقط حیدر امیرالمومنین

کل قرآن علی حق کا نگہبان علی
ضامن فتح مبیں رب کی جلی شان علی
منبر عرش پہ ہے لہجہ رحمان علی
عرش پر رمز سلونی کا قلمدان علی
نقطہ با میں سمٹتا ہُوا قرآن علی
شہر ایمان میں توحید کا دیوان علی

فقط حیدر فقط حیدر امیرالمومنین

عقل و ایمان علی عشق کا پیمان علی
دل کا وجدان علی روح کا عرفان علی
وجد کی جان علی ہوش کا فرمان علی
مرد میدان علی سورہ رحمان علی
قبلہ فکر علی سجدہ سبحان علی
رب کعبہ تیرا مومن پہ ہے احسان علی

فقط حیدر فقط حیدر امیرالمومنین

ورد ایمان علی مرضی یزدان علی
دل کے جزدان میں لپٹا ہُوا قرآن علی
رب کا انعام علی عدل کا میزان علی
شاہ مردان علی عرش کا سلطان علی
حشر میں کوثر و تسنیم کا پیمان علی
خم میں ایمان کی تکمیل کا اعلان علی

فقط حیدر فقط حیدر امیرالمومنین

نور اوّل کی ضیا عظمت عمران علی
جوف کعبہ کا گہر لولو مرجان علی
مرکز نور علی منبر ایقان علی
عقل و ادراک کی جاں کعبہ وجدان علی
علم و حکمت کی سحر آیہ فرقان علی
رہبر اہل یقیں عالم امکان علی

فقط حیدر فقط حیدر امیرالمومنین

تیغ مومن کی شجاعت کا قدردان علی
تا ابد حق کے محاذوں پہ رجز خوان علی
مرجعی فکر پہ غالب شہ ذیشان علی
جنگ افکار میں اللہ کی برہان علی
کفر سے برسر پیکار ہیں یاران علی
دم بدم دم ہمہ دم نعرۂ ایمان علی

ترانہ دستہ امامیہ

سنو قاسم سلیمانی
سنو قاسم سلیمانی
صف باطل پہ ضرب اشتری کے ترجماں تم تھے
محاذ شام پر عزم جواں کی داستاں تم تھے
سپاہ مہدی دوراں کے میر کارواں تم تھے
سر مقتل شہادت کے سفیر جاوداں تم تھے

دلوں کو خوں رلاتی ہے تری پُرنور پیشانی
سنو قاسم سلیمانی
سنو قاسم سلیمانی

ہے تیرے ذکر سے لرزاں گروہ دشمناں اب تک
لہو تیرا زمانے میں ہے زیب داستاں اب تک
صف باطل سے اُٹھتی ہے صدائے الاماں اب تک
مرے سردار تیرا عشق ہے ورد زباں اب تک

تمہاری استقامت میں نہاں تھا عشق رحمانی
سنو قاسم سلیمانی
سنو قاسم سلیمانی

تمہارے سرخرو دل میں شہادت کی حرارت تھی
تمہارے بازؤں میں مالک اشتر کی طاقت تھی
تمہارے لہجہ بوذر میں رہبر کی شجاعت تھی
تمہارے بت شکن کردار میں خوئے صداقت تھی
لبوں پر کھیلتی اِک فاتحانہ مسکراہٹ تھی

ہُوا پسپا ترے عزم جواں سے حزب شیطانی
سنو قاسم سلیمانی
سنو قاسم سلیمانی

بنت شہ کرار

نوحہ خواں: سعید حیدری
(دستہ امامیہ پشاور)

حاضر ہیں عزادار

اے جلوہ صفات علی زمزم افکار
اے شام غریباں میں امامت کی علمدار
تا حشر تیری پاک ردا پرچم احرار
خائف ہیں تیرے روضہ اطہر سے ستم گار

بنت شہ کرار
حاضر ہیں عزادار

ظالم تیرے لہجے کی دھمک سے ہیں نگوں سار
افکار کو دی منبر اظہار کی تلوار
ہر دور کے جابر کو جھکایا سر دربار
ہے اب بھی محاذوں پہ تیری گونجتی للکار

بنت شہ کرار
حاضر ہیں عزادار

ہم آج بھی طاغوت سے ہیں برسرِ پیکار
روتی ہوئی مائیں سر مقتل ہیں عزادار
ہیں چاروں طرف نسل اُمیہ کے نمک خوار
خیرات میں دے بنت علی حرمت دستار

بنت شہ کرار
حاضر ہیں عزادار

عاشور کے ہنگام میں تو میر و علمدار
رویا تیری غربت پہ شہ دین کا رہوار
جلتے ہوئے خیموں میں یتیموں کی نگہدار
ہائے شب غربت میں شہیدوں کی عزادار

بنت شہ کرار
حاضر ہیں عزادار

ہائے وہ سناں پر ہے سر سید ابرار
اغیار کے مجمع میں گھری عترت اطہار
گونجا سر دربار تیرا لہجہ کرار
صدیاں ہیں تیرے صبر مسلسل کی عزادار

بنت شہ کرار
حاضر ہیں عزادار

خطبے کی چلی تیغ لرزنے لگا دربار
تھا اوج پہ آہنگ علی گنگ ستم گار
ہونے لگے دل وقت کے طاغوت سے بیزار
ہے اب بھی زمانہ تیرے سائے کا طلب گار

بنت شہ کرار
حاضر ہیں عزادار

خنجر لیے جب پشت پہ تھا شمر جفا کار
تھے بغض میں آمادہ شر سارے جگر خوار
غش کھا کے گری دشت میں زہرا کی عزادار
ہیں آج تلک محو بکا آخری سرکار

قاسم سلیمانی کی شہادت پر

ہائے بغداد تیرے کوچہ و بازار پہ خاک
کتنے جاں باز یہاں خون میں نہلائے گئے
ہائے اس شہر ستم گار میں سادات کے سر
کاٹ کر کوچہ و بازار میں چنوائے گئے
پھر اسی شہر کی سفاک گزرگاہوں میں
حاج سردار کا پاکیزہ لہو جذب ہُوا
کھو گئیں خاک میں سردار کی روشن آنکھیں
مسکراتا ہوا چہرہ سرِ مقتل ڈوبا
شیر حیدر کی جدائی میں جگر پھٹتا ہے
آنکھ ہے محوِ بکا درد سے دل کٹتا ہے

کوئی اب اس کو کہاں ڈھونڈ کے لاسکتا ہے
مسکراتی ہوئی آنکھیں وہ بریدہ بازو
اپنے ہی خون سے کرتا رہا جانباز وضو
شام غربت نے بلک کر یہ دہائی دی تھی
ہائے اس شیر نے کس کس کو رہائی دی تھی
پردہ غیب سے اِک آہ سنائی دی تھی
حیف طاغوت کے سفاک طرف داروں پر
لعن شیطان کے ان حاشیہ برداروں پر
جن کے خونخوار ارادوں سے ٹپکتا ہے لہو
جن سے لڑتے ہوئے کٹتے رہے حق کے بازو
خون پیتے ہوئے ابلیس کے بیٹو! سن لو
حاج سردار کے پاکیزہ لہو کی سرخی
صبح اُمید کے سورج کو سلامی دے گی
نسل نو کے لیے افکار کے در کھولے گی
روح سردار تکبر کے صنم توڑے گی۔۔۔

☆

فقط حیدر امیرالمومنین
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی شجرۂ والتین
علی زمزم یاسین
علی کوثر و تسنیم
علی عقل کی تجسیم
علی رد سلاطین
علی عدل کی تلقین
علی احسن تقویم
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی حبل متیں ہے
علی فتح مبیں ہے
علی شہر یقیں ہے
علی قطب زمیں ہے
علی ماہ مبیں ہے
علی رشک بریں ہے
علی قبلہ دیں ہے
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی زور ابابیل
علی رہبر جبریل
علی منجی انجیل
علی منبر تاویل
علی وارث ہابیل
علی آیت تسخیر
علی وعدہ تکمیل
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی نفس پیمبر
علی عشق قلندر
علی نعرۂ بوذر
علی روح گل تر
علی گنبد بےدر
علی عالی و برتر
علی شیر ببر نر
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی منبر افکار
علی حیدر کرار
علی رفعت کردار
علی وعدہ دیدار
علی رد ستم گار
علی زمزم ایثار
علی حق کا علمدار
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی ذکر نبا ہے
علی نقطہ با ہے
علی رد بلا ہے
علی مرد فتیٰ ہے
علی قبلہ نما ہے
علی باب عطا ہے
علی سب سے جدا ہے
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی شاہ ولایت
علی نہج بلاغت
علی عشق کی آیت
علی رمز برأت
علی خم کی روایت
علی سر شہادت
علی فخر عدالت
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی گرمی ایمان
علی والی ایتام
علی شہ پر عرفان
علی مرضی یزدان
علی سورۂ رحمن
علی لؤلؤ مرجان
علی یوسف قرآن
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی نعمت عالی
علی عشق حلالی
علی حسن مثالی
علی فضل الٰہی
علی لطف ولائی
علی سّرلیالی
علی ضرب الٰہی
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی عدل طلب ہے
علی گریہ شب ہے
علی تیغ صمد ہے
علی نور لحد ہے
علی ورد مدد ہے
علی حق کی سند ہے
علی حشر تلک ہے
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی منبر و محراب
علی رب کی مناجات
علی نور سماوات
علی دافع ظلمات
علی شوق ملاقات
علی سورہ صافات
علی فخر و مباہات
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی خطبہ والعصر
علی چشمہ والفجر
علی نور بلا فصل
علی دل کی شب قدر
علی زور ابو الفضل
علی سورہ والنصر
علی بارگہ صبر
فقط حیدر امیرالمومنین است

علی روح اذاں ہے
علی دلبر جاں ہے
علی رزم جہاں ہے
علی شاہ جناں ہے
علی حرف اماں ہے
علی کوہ گراں ہے
علی ورد زباں ہے
فقط حیدر امیرالمومنین است

گزارش

میں حسرتوں کے دھوئیں میں لپٹی غریب زادی۔۔۔
سیاہ چادر میں اپنا خستہ بدن چھپائے۔۔۔
شہِ خراساں کی بارگاہ نیاز میں ہوں۔۔۔!
امیرِ عرب وعجم انیس النفوس مولا۔۔۔
رؤف آقا۔۔
دکھی غریب الدیار بے کس۔۔۔اُداس عاشق کا مان رکھنا۔۔۔

روضہ کریمہ اہل بیت علیہم السلام سے مخاطب ہو کر۔۔۔

اے کریمہ اسی شہر عرفان میں
اِک گنہگار خستہ جگر عاشقہ
تیری رحمت کے شفاف محضر میں ہے
اور دل مضطرب تیری دہلیز پر
ایک نظر کرم کا سزاوار ہے
روح کی بانسری کا پُراسرار سر
کوچہ یار کی بارگاہوں میں ہے
اور عطر ولا میری سانسوں میں ہے
حاضری تیرے شہر ولایت میں ہے
اور نظر تیرے دست شفاعت پہ ہے

اُکھڑے گا خیبر کا در

ترانہ خواں: شاہد علی شاہد بلتستانی

نحن انصار الحیدر۔۔۔اُکھڑے گا خیبر کا در

سید کا پرچم لے کر
حاضر ہیں میدان میں سر
بن کے حیدر کے اشتر
ٹوٹ پڑیں گے باطل پر
توڑیں گے زور عنتر
خاک کریں گے کفر کا شر

نحن انصار الحیدر۔۔۔اُکھڑے گا خیبر کا در

برق بنے گا سرخ لہو
صیہونی دجالوں پر
رزم میں ہیں سید کے پسر
دشمن ہوں گے اب ابتر
سید کا بیدار لہو
کھولے گا القدس کے در

نحن انصار الحیدر۔۔۔اُکھڑے گا خیبر کا در

واجب ہے شیر حیدر
قرض ترا جانبازوں پر
لکھیں گے احوال ترا
مقتل کی دیواروں پر
چیرے گا حیدر کا پسر
سارے صیہونی اژدر

نحن انصار الحیدر۔۔۔اُکھڑے گا خیبر کا در

یوم القدس ترانہ

لہرائیں گے ہم حیدر کے علم

(مجلسِ وحدت المسلمین)

دم دم ہمہ دم --- اقصیٰ کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

طاغوت کے سر کر دیں گے خم
ہر مرحب ہو گا زیر قدم
مٹی میں ملیں گے جاہ و حشم

دم دم ہمہ دم --- اقصیٰ کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

رہبر کی صدائے وحدت پر
اب ہوں گے بہم سب عرب و عجم
تکبیر سے گونجے گا عالم

دم دم ہمہ دم --- اقصیٰ کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

بن کر سردار کے بازو ہم
گاڑیں گے سر دیوار حرم
حیدر کی ولایت کا پرچم

دم دم ہمہ دم --- اقصیٰ کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

لبنان و عراق و شام و یمن
نابود کریں گے دنیا سے
اب اسرائیل کا تخت ستم

دم دم ہمہ دم --- اقصیٰ کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

ہیں فتح مبیں کا لشکر ہم
تکبیر کی طاقت سے پُر دم
آباد کریں گے صحن حرم

دم دم ہمہ دم --- اقصی کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

ٹھوکر میں ہیں استکبار کے دم
اب ہوں گے فنا ہیکل کے صنم
مٹ جائیں گے سارے رنج و الم

دم دم ہمہ دم --- اقصی کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

سرباز شہ کرار ہیں ہم
قدموں کی دھمک سے نکلیں گے
صیہونی استعمار کے دم

دم دم ہمہ دم --- اقصی کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

سردار سلیمانی کی قسم
لرزیں گے عدو ٹوٹیں گے بھرم
پسپا ہوں گے ارباب ستم

دم دم ہمہ دم --- اقصی کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

دیتی ہے دہائی خاک حرم
کب آئے گا سردار اُمم
کب رخصت ہو گی شام الم

دم دم ہمہ دم --- اقصی کی قسم
لہرائیں گے ہم --- حیدر کے علم

ترانہ بیادِ شہید ڈاکٹر محمد علی نقوی

(دستہ امامیہ کراچی)

شہید حق شناس تیری پاک روح پر سلام
شعور نینوا کا ہر شعار عشق تیرے نام

تمہاری منزل یقین ظہور حجت خدا
چراغ علم و آگہی رہا تمہارا مدعا
محاذ فکر پر تمہیں بنے سفیر کربلا
ستمگروں کے روبرو بنے بتول کی دعا

تمہارے ہر سخن میں تھا شعور حق کا اہتمام
شہید حق شناس تیری پاک روح پر سلام
شعور کربلا کا ہر شعار عشق تیرے نام

تمہارے دم سے تھا رواں حسینیت کا کارواں
تمہی تھے سچ کی صبح نو تمہی تھے عصر کی اذاں
تمہی سے فکر تھی جواں تمہی تھے زیب داستاں
تمہی تھے عشق بوذری تمہی تھے اشتر زماں

وفا کی داستان کو لہو سے کر دیا تمام
شہید حق شناس تیری پاک روح پر سلام
شعور کربلا کا ہر شعار عشق تیرے نام

شعور کا قلم تھے تم شعار کی کتاب تھے
دُکھی دلوں کی آس تھے سفیر انقلاب تھے
سخن تمہارے ظلمتوں میں حق کا انتساب تھے
امین علم جعفری دلیل آفتاب تھے

لہو کا انتقام لیں گے آ کے وقت کے امام
شہید حق شناس تیری پاک روح پر سلام
شعور کربلا کا ہر شعار عشق تیرے نام

ستم شعار عہد میں بنے وسیلہ امن
اُٹھائے عشق کے علم بڑھائی حرمت قلم

گرائے ظلم کے صنم مٹائے خوف کے چلن
عمل کی روشنائی سے لکھا ترانہ وطن

ترے لہو کی موج سے اُٹھے گا نعرہ قیام
شہید حق شناس تیری پاک روح پر سلام
شعور کربلا کا شعار عشق تیرے نام

ترانہ امامیہ

اے مکتب امامیہ کے حق پرست راہیو!
شعار لاالہ کے وفا پرست عاشقو!
اُٹھا کے پرچم عمل بڑھے چلو بڑھے چلو

چراغ انقلاب سے لکھو ترانہ وطن
جہان بے قرار میں بنو وسیلہ امن
اُٹھاؤ عشق کے علم بڑھاؤ زینت چمن
گراؤ کفر کے صنم مٹاؤ نخوت ستم

اے مکتب امامیہ کے حق پرست راہیو!
شعار لاالہ کے وفا پرست عاشقو!
اُٹھا کے پرچم عمل بڑھے چلو بڑھے چلو

شہید ڈاکٹر کے پاک خون کا شباب ہو
دُکھی دلوں کی آس ہو سفیر انقلاب ہو
امین علم جعفری جلال بوتراب ہو
شعور کا قلم ہو تم شعار کی کتاب ہو

اے مکتب امامیہ کے حق پرست راہیو!
شعار لاالہ کے وفا پرست عاشقو!
اُٹھا کے پرچم عمل بڑھے چلو بڑھے چلو

صدائے کربلا ہو تم نوائے عشق بوزری
محاذ حق پہ اوڑھ کر چلو عبائے اشتری
سپاہ خامینائی ہو امین روح قاسمی
لہو کی روشنائی سے لکھو وفائے قنبری

اے مکتب امامیہ کے حق پرست راہیو!
شعار لاالہ کے وفا پرست عاشقو!
اُٹھا کے پرچم عمل بڑھے چلو بڑھے چلو

صدائے ابابیل

تمہارے دم سے ہے رواں حسینیت کا کارواں
تمہیں ہو حق کا راستہ تمہیں ہو عصر کی اذان
وقار علم و آگہی تمہیں ہو اشتر زماں
ہے رہبر کبیر کا شعار مثل سائباں

اے مکتب امامیہ کے حق پرست راہیو!
شعار لاالہ کے وفا پرست عاشقو!
اُٹھا کے پرچم عمل بڑھے چلو بڑھے چلو

تمہاری منزل یقیں ظہور حجت خدا
فروغ علم و آگہی رہے تمہارا مدعا
ستمگروں کے روبرو بنو بتول کی دعا
اُٹھاؤ پرچم وفا بنو سفیر نینوا

اے مکتب امامیہ کے حق پرست راہیو!
شعار لاالہ کے وفا پرست عاشقو!
اُٹھا کے پرچم عمل بڑھے چلو بڑھے چلو

ترانہ بیادِ امام خمینی

(دستہ امامیہ کراچی)

خمینی ای امام خمینی بت شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن

اوج پر تھی رزم کربلا کی آب و تاب
عزم آہنی میں تھا جلال بوتراب
دے رہا تھا فکر کو شعار انقلاب
بٹ رہا تھا ظلمتوں میں نور آفتاب

چھٹ رہی تھی چشم انتظار کی تھکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن

حزب عنتری پہ چل رہی تھی ذوالفقار
مٹ رہا تھا تخت پہلوی کا ہر فشار
لرز رہا تھا تیغ موسوی سے کار زار
زمانہ اس شعار لاالہ پر نثار

نفس نفس کو دے رہا تھا زینبی چلن
خمینی ای امام خمینی بت شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن

ڈٹ گیا محاذ پر وہ مرد انقلاب
خاک میں ملا دیا غرور تخت و تاج
غبار راہ ہو گیا گروہ سامراج
کر دیا جہاں میں اہل زر کو بےنقاب

موسوی زبان پر تھے فاطمی سخن
خمینی ای امام خمینی بت شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن

ظلمتوں سے لڑ رہا تھا شیر لافتیٰ
بن گیا جہاں میں صبح نور کی ضیا
آ رہی تھی ہر طرف سے ایک ہی صدا
رہبر کبیر تجھ پہ جان و دل فدا

عطائے ذوالجلال تھا وہ مرد صف شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن

رہ یقیں پہ وجہ افتخار مرحبا
وہ کار زار حق کا شہ سوار مرحبا
خطیب حق عطائے کردگار مرحبا
ولایت فقیہ کا شعار مرحبا

تھے اس کے ہمنوا لہو میں ڈوبتے بدن
خمینی ای امام خمینی بت شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن

صدائے ابابیل

سلام علم و آگہی کے شجر سایہ دار
سلام انقلاب کے سفیر ذی وقار
سلام ظلمتوں میں بے کسوں کے پاسدار
سلام اہل حق پہ سائبان پائیدار

تو نینوائے وقت میں سفیر پنجتن
خمینی ای امام خمینی بت شکن
خمینی ای امام خمینی بت شکن

ترانہ برائے شہدائے پارہ چنار

نوحہ خواں: شاہد علی شاہد بلتستانی

خون میں غلطان ہے پارہ چنار
اُٹھ رہا ہے شور ھل من بار بار

ہر طرف سے اُٹھ رہی ہے خونِ ناحق کی پکار
چار سُو بارود کی بُو اور گلیاں سوگوار
ہائے دیکھو بوڑھے کاندھوں پر جواں لاشوں کے بار
ہر طرف ہے شورِ ماتم اور مائیں پرسہ دار

خون میں غلطان ہے پارہ چنار
اُٹھ رہا ہے شورِ ھل من بار بار ہے

یوسف زہرا کی آنکھیں ظلم پر ہیں اشکبار
ہر دلِ بیدار اِس جور و ستم پر بے قرار
پاک دھرتی اپنے بیٹوں کے لہو پر شرمسار
حاکموں کی بے حسی کو دیکھ ربِ کردگار

خون میں غلطان ہے پارہ چنار
اُٹھ رہا ہے شورِ ھل من بار بار

توڑ دو ضربِ ید الٰہی سے ظلمت کے حصار
وقت کے ماتھے پہ لکّھو اپنی ہمت کا شِعار
طالبانی ظلم کو کر دو جہاں پر آشکار
ہو تمہارا نام بھی انصارِ کربل میں شمار

خون میں غلطان ہے پارہ چنار
اُٹھ رہا ہے شورِ ھل من بار بار

☆

نوحہ خواں: سعید حیدر
(دستہ امامیہ پشاور)

مدینے میں خیانت کار ملت سو رہی ہے
مری زہرا بیاباں میں اکیلی رو رہی ہے

در بخشش جلا کر چھین کر منبر علی سے
مرے اجر رسالت سے خیانت ہو رہی ہے

دہائی دے رہی ہے دشت میں حیدر کی غربت
رسالت کی امانت آج رخصت ہو رہی ہے

در و دیوار مسجد سے اُٹھا ہے شور گریہ
علی الاعلان توہین رسالت ہو رہی ہے

جہاں پر ہے شہنشاہ جہاں کا سبز گنبد
وہیں پر عالم غربت میں زہرا سو رہی ہے

گراں ہیں یوسف زہرا تری دلگیر آہیں
صدائے العجل ہر لب پہ جاری ہو رہی ہے

غریب شہر ہے زہرا مدینے میں ابھی تک
شفاعت کی بشارت سے عداوت ہو رہی ہے

ترانہ

چراغ کارواں نقوی

(دستہ امامیہ بلتستان)

شہید جاوداں نقوی چراغ کارواں نقوی
لہو کی سرخ بوندوں سے لکھا حرف اذاں نقوی

صف باطل پہ ضرب اشتری کے ترجماں تم تھے
محاذ فکر پر عزم جواں کی داستاں تم تھے
سپاہ مہدی دوراں کے میر کارواں تم تھے
سر مقتل شہادت کے سفیر جاوداں تم تھے

دلوں کو خوں رلاتا ہے ترا زور بیاں نقوی
شہید جاوداں نقوی چراغ کارواں نقوی

ہے تیرے ذکر سے لرزاں گروہ دشمناں اب تک
لہو تیرا زمانے میں ہے زیب داستاں اب تک
صف باطل سے اُٹھتی ہے صدائے الاماں اب تک
سخن تیرے جوانوں کے لبوں پر ہیں رواں اب تک

تو حکمت اور دانائی کا بحر بیکراں نقوی
شہید جاوداں نقوی چراغ کارواں نقوی

تمہارے سرخرو دل میں شہادت کی حرارت تھی
تمہارے بازوؤں میں مالک اشتر کی طاقت تھی
تمہارے لہجہ بوذر میں رہبر کی شجاعت تھی
تمہارے بت شکن کردار میں خوئے صداقت تھی
لبوں پر کھیلتی اِک فاتحانہ مسکراہٹ تھی

ترے افکار سے ٹوٹا غرور دشمناں نقوی
شہید جاوداں نقوی چراغ کارواں نقوی

مناجاتِ امامِ زمانہ

نوحہ خواں: سعید حیدری
(دستہ امامیہ پشاور)

لکھتا ہوں سر دیوار حرم
آہوں کے قلم سے قصہ غم
آنکھوں میں بلکتی رات کے غم
ہیں روح میں کتنے درد بہم

بے آس لبوں سے اُٹھتی ہے
دھیمی دھیمی دلگیر صدا
عجل فرجا --- عجل فرجا

رستوں میں ترے ہونے کا گماں
لیکن تیرا رخ آنکھوں سے نہاں
روداد الم ہو کس سے بیاں
کٹتا ہے جگر جلتی ہے زباں

کر پاؤں نماز عشق ادا
ہو جان ترے قدموں پہ فدا
عجل فرجا --- عجل فرجا

سینے میں ترے اجداد کے غم
اور آنکھیں تیری یاد میں نم
کب لہرائے گا سبز علم
ترے ہجر کے غم کب ہوں گے کم

دیدار کی پیاسی کونپل کو
تعجیل کا کوئی اسم سنا
عجل فرجا --- عجل فرجا

آئے نہ قضا دیدار بنا
دے بنجر خاک کو سبز قبا
کونین کو رکھ اب زیر قدم
رخ پھیر ادھر اے باب عطا

پلکوں میں پروئے خوابوں کو
تعبیر کا کوئی اسم سنا
عجل فرجا ۔۔۔ عجل فرجا

آنکھوں میں بلکتی ویرانی
اور روح میں ہجر کی طغیانی
جز تیرے یہ عالم بے معنی
دے وصل کا پرچم لافانی

دوری ہے گراں پردوں کو ہٹا
ہیں تشنہ بہت تسنیم پلا
عجل فرجا ۔۔۔ عجل فرجا

صدائے ابابیل

جز تیرے کوئی دلدار نہیں
کوئی موسم، رنگ، بہار نہیں
کچھ تیرے بنا درکار نہیں
آنکھیں ہیں مگر دیدار نہیں

بے خواب سلگتی آنکھوں میں
بس ایک ترے ملنے کی دعا
عجل فرجا ۔۔۔ عجل فرجا

سوئے کربلا

وادی عشق میں سرخ پرچم لیے
پابرہنہ ہیں عشاق کے قافلے
چار جانب ہے شوق ملاقات کا
ایک محشر بپا
چومتی ہے جبینوں کو خاک شفا
وادی عشق سے آ رہی ہے صدا
اِک نگاہ کرم اے شہ نینوا
تا بہ حد نظر عشق مشکل کشا
اور لبوں پر ولایت کا آب بقا
بیعت عشق سے گونجتی ہے فضا

پاؤں تھکتے نہیں
آنکھ لگتی نہیں
ہجر کی یہ کڑی رات کٹتی نہیں
اِک تلاطم ہے شوق ملاقات کا
حسرت دید ہے حجت وقت کی
العجل اے انیس دل عاشقاں
العجل اے ندائے دل خستگاں

☆

وجود بھی تھا فقط ایک مصرعہ موزوں
کہیں ردیف کہیں قافیہ بدلتا رہا

ہوائے تند میں جلتے رہے چراغ یقیں
زمانہ وقت کے نیزے پہ سر بدلتا رہا

بدل سکا نہ تو لوح وجود کی تحریر
خدائے عشق پرندوں کے پر بدلتا رہا

(ردیفی غزل کے چند سخن پارے)

مرثیہ امیر المومنین

نوحہ خواں: عاطر حیدر
(دستہ امامیہ کراچی)

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

شب سیاہ سے غربت کا مرثیہ سن کر
اُٹھیں تڑپ کے مصلے سے زینب مضطر
ادھر عبائے امامت تھی دوش حیدر پر
بڑھا رہا تھا قدم فخر کائنات پدر
چراغ طور تھا روشن سیہ عمامے میں
امین عرش بریں تھا بشر کے جامے میں
ہَوا نے چوم لیے بڑھ کے بت شکن کے قدم
فضا نے جھوم کے ناد علی کی کھائی قسم

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

وضو تمام ہُوا اُٹھ کھڑے ہوئے حیدر
وفور غم میں بلکتی ہوئی چلی دختر
چلے امیر تو مرغابیاں تڑپنے لگیں
در بتول پہ سیدانیاں سسکنے لگیں
زباں پہ اوڑھ کے تکبیر بوتراب چلے
بڑھا کے نطق سلونی کی آب وتاب چلے
قدم اُٹھے تو زمانے کی سانس رکنے لگی
وفور شوق میں شب کی جبین جھکنے لگی

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

سلگ رہی ہے ستاروں کی سوگوار ضیا
بپا ہے کون و مکاں میں بکا و ذکر عزا
چلا ہے جانب مسجد شہ زمان و زمن
بلک رہی ہے زمیں کانپتے ہیں کوہ دمن
امیر و سید و سردار بعد نور نبی

ہیں اس کے در پہ نگوں سارسب ولی و وصی
جناں میں ساقی کوثر جہاں میں حبل اللہ
لوائے حمد کا وارث قسم وجہ اللہ

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

وجود پاک ہے میزان نور ایمانی
سپاہ کفر پہ غالب جلال یزدانی

ہے عرش و فرش کا مولا امام جن و بشر
چراغ عدل الٰہی جمال شمس و قمر
جہان بغض پہ برق خدا ہے ذکر علی
ستمگران جہاں پر گراں ہے عدل علی
حنین و بدر و احد سے جو گرد بغض اُڑی
ہے اہل کفر کی گردن میں مثل طوق پڑی

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

علی نے حرمت قرآن کے محاذوں پر
پچھاڑ دیں سبھی فتنہ گروں کی تاویلیں
پلٹ کے رکھ دیئے اعمال زر پرستوں کے
ملائیں خاک میں حیلہ گروں کی تدبیریں
علی کے ذکر نے کتنے نقاب چاک کیے
علی کے عشق نے کتنے قلوب پاک کیے

علی کی فکر پہ نازاں ہے نسل انسانی
علی کے علم سے روشن شعار رحمانی

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

علی ہے قبلہ ایثار آدمیت کا
علی امین ہے اُمت کی سالمیت کا
علی ہے مرکز وحدت علی ابوالایتام
علی یقین علی علم ہے علی ایمان
چراغ مسجد و منبر جمال بیت خدا
کفو فاطمہ زہرا قسیم روز جزا
دیار یار میں گونجی صدائے وجہ اللہ
ندائے عشق تھی سبحان ربی الاعلی
ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

رکوع میں جھک گیا عزت کے آسمان کا سر
بلائیں لینے لگی اُٹھ کے انما کی سحر
جھکی کچھ ایسی ادا سے وہ سربلند جبیں
خدائی جھوم اُٹھی وجد میں تھی صبح مبیں
نماز عشق کا سجدہ طویل ہونے لگا
فضا میں لہجہ حیدر یقین بونے لگا
نجاستوں کا مرکب وہ ملجم ملعون
بس ایک پل میں زمانے کو کر گیا مغموم

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

شقاوتوں کے الاؤ سے راکھ اُٹھنے لگی
زمین بغض پہ لعنت کی خاک اُڑنے لگی
اُٹھا وہ دست سیہ نور کے اُجالے پر
پڑی وہ ضرب جفا دین کے حوالے پر

صدائے ابابیل

بس ایک وار سے صدیوں کے خواب ٹوٹ گئے
دلوں سے مان سحر سے پیام روٹھ گئے
فلک سے ہاتف غیبی نے دی ندا اُٹھو
نماز عشق کا سجدہ ہُوا ادا اُٹھو

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

لہو میں ڈوب گیا روئے بائے بسم اللہ
زمین کانپ اُٹھی ہانپتا تھا عرش علاء
جبین وقت کی رگ رگ میں خون جمنے لگا
دیار حق کا مقدر لہو میں ڈھلنے لگا
سنا خطیب سلونی کا نعرہ آخر
صدائے فزت پہ نازاں ہُوا شعور بشر
دل حزیں سے اُٹھی وا محمدا کی صدا
تڑپ کے خلد بریں سے پہنچ گئیں زہرا
ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ

گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

امیر کون و مکاں شاہ کائنات کا سر
پسر کی کانپتی آغوش میں ہے خون سے تر
معاً پکار اُٹھا بت شکن سر مقتل
نماز عشق مقدم ہے میرے لعل سنبھل
فراز عرش سے اونچا ہے آج حلم حسن
پدر کا بہتا لہو لب پہ ہیں ثنا کے سخن
ندائے غیب نے بے ساختہ اُٹھائی قسم
تمہیں ہو قبلہ کن نور مصطفی کی قسم

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

ادھر عبائے امامت نے خوں سے غسل کیا
ادھر مقدر زینب نے سرد سانس لیا

جوار کوفہ سے بھوکے فقیر نے دی صدا
ہوں منتظر میرا حاجت روا نہیں آیا
چراغ جلتے رہے منتظر رہیں آنکھیں
در یتیم پہ مشکل کشا نہیں آیا
ستارے ٹوٹ کے روئے علی کی چوکھٹ پر
چراغ بانٹتا سورج حیا سے ڈوب گیا

ہے عرش و فرش پہ روح الامین کا نوحہ
گرے ستون ہدایت جہاں یتیم ہُوا
بجھا ہوائے ستم سے چراغ حبل اللہ

☆

خیر کی ابتدا فاطمہ
عصر کی انتہا فاطمہ

کل ایماں علی مرتضیٰ
روح صلِ علیٰ فاطمہ

غاصبوں پر ہے ضرب خدا
قوت لافتیٰ فاطمہ

حشر ہو گا رعایا تری
جب اُٹھے مصطفیٰ فاطمہ

نور عرش علیٰ مصطفیٰ
سدرۃ المنتہی فاطمہ

بضعت سید الانبیاء
کوثر مصطفیٰ فاطمہ

ہر سوالی کا حاجت روا
تیرا باب عطا فاطمہ

حشر میں کون ہے مہرباں
آئے گی اِک صدا فاطمہ

انبیاء اولیاء اوصیاء
سب کی مشکل کشا فاطمہ

مومنوں کے لیے روز وشب
کر رہی ہیں دعا فاطمہ

حزب باطل پہ قہر خدا
حق کا کوہ ندا فاطمہ

فاختہ

محضرِ عشق کے ان منقش در و بام کے درمیاں۔۔۔
گھومتی پھڑ پھڑاتی حسیں فاختہ۔۔۔
جس کے سر پر تنا سایہ مہرباں گنبد نیلگوں۔۔۔
مستیٔ عشق میں جھومتی خوش گماں دلربا فاختہ!!
۔۔۔کوچہ یار کے ان شب و روز میں۔۔۔
محرم راز کر۔۔۔
اپنا ہمراز کر۔۔۔

ترانہ

(مجلسِ وحدت المسلمین یوتھ ونگ)

چراغ وحدت کے پاسدارو
شعار حق کے علم اُٹھاؤ
مقاومت کے دیے جلاؤ
امین عہد خدا تمہی ہو
دعائے مشکل کشا تمہی ہو
سفیر کرب و بلا تمہی ہو
دلیل حرف وفا تمہی ہو
ثبات حق کے سخن سناؤ
شعار حق کے علم اُٹھاؤ
مقاومت کے دیے جلاؤ

بشارتوں کے امین تم ہو
وفا کا اسم عظیم تم ہو
صدائے ضرب کلیم تم ہو
عطائے رب کریم تم ہو
نشان ظلم و ستم مٹاؤ
شعار حق علم اُٹھاؤ
مقاومت کے دیے جلاؤ
تم ہی اُمیدوں کے سرخ پرچم
تم ہی ہو ظلمت میں عزم پیہم
تم ہی ہو عشق خدا کے سرگم
تم ہی ہو حزب خدا کے ضیغم
صدا کو حرف اذاں بناؤ
شعار حق علم اُٹھاؤ
مقاومت کے دیے جلاؤ
بشارت انقلاب تم ہو
قیام حق کا نصاب تم ہو
عمل کی روشن کتاب تم ہو
سپاہی بوتراب تم ہو

جلال اشتر کو آزماؤ
شعارِ حق کے علم اُٹھاؤ
مقاومت کے دیے جلاؤ
شباب اکبر کے پاسباں ہو
ولائے حیدر کے نعرہ خواں ہو
امام قائم کا کارواں ہو
شعور وحدت کے نغمہ خواں ہو
شجاعتوں کے چلن سکھاؤ
شعار حق کے علم اُٹھاؤ
مقاومت کے دیے جلاؤ

مناجات شہید۔۔۔

خدائے مہرباں آواز دے مجھ کو
تیرے محضر میں تشنہ لب خمیدہ سر کھڑا ہوں
مجھے جام شہادت کا مئے تسنیم پینا ہے
میں تسلیما لامرہ کا موذن ہوں
مجھے سر شہادت کی امانت دے
لہو کی روشنائی سے کتاب عشق لکھنا ہے
مجھے اب نقطہ ھو میں سمٹنا ہے
میں اس شہر فنا سے عرش اعلیٰ کی طرف
پرواز کرنا چاہتا ہوں
مجھے اذن شہادت دے
وصال یار کی سچی بشارت دے
تری تسبیح دھڑکن بن کہ رگ رگ میں دھڑکتی ہے
مری ہر شام تنہائی شب وعدہ میں ڈھلتی ہے
میرا ماتھا تیرے سجدوں کی خوشبو سے
معطر ہے

مری آنکھوں میں اشکوں کا سمندر ہے
میں ارض نینوا کا جون ہوں گرد نجف ہوں خاک مشہد ہوں
مسافر ہوں مہاجر ہوں
کہ ہجرت عشق کے شہر بقا کی شرط اوّل ہے
اسیر ظلمت شب ہوں چراغ عشق بننا چاہتا ہوں
تیری جانب پلٹنا چاہتا ہوں
عبائے عشق میں میرا دریدہ تن
سر میداں پڑا ہے
مرے چاروں طرف اِک شور گریہ ہے
بلکتے بین کرتے غمزدہ چہرے
مجھے واپس بلاتے ہیں
اُداسی چار سو اعلان کرتی پھر رہی ہے الوداعی کا
خدائے مہرباں ان کو
شہادت آشنا کر دے
میرا یہ افتخار زندگی ان پر عیاں کر دے
میرے پیاروں کو اپنی رحمتوں کا رازداں کر دے

ترانہ

ہم جامعہ کے نوجواں

(آئی ایس او، کراچی یونی ورسٹی)

ہم جامعہ کے نوجواں
ہم انقلابی کارواں
حق ہے ہمارا راستا
منزل ہماری کربلا

ہم وارث سیف و علم
ہم ضامن لوح و قلم
میداں میں اُٹھیں جب قدم
پسپا ہوں سب اہل ستم

ہم جامعہ کے نوجواں
ہم انقلابی کارواں
حق ہے ہمارا راستا
منزل ہماری کربلا

ہم شعلہ اظہار ہیں
ہم صاحب افکار ہیں
ہم لشکر کرار ہیں
ہم عشق کا معیار ہیں

ہم جامعہ کے نوجواں
ہم انقلابی کارواں
حق ہے ہمارا راستا
منزل ہماری کربلا

مظلوم کے غمخوار ہیں
ظالم پہ کاری وار ہیں
ہم اشتری تلوار ہیں
حق کے علمبردار ہیں

ہم جامعہ کے نوجواں
ہم انقلابی کارواں

حق ہے ہمارا راستا
منزل ہماری کربلا

دھرتی کے ہیں ہم پاسباں
ظلمت میں ہم حرف اذاں
ہم ہیں وقار کارواں
خستہ دلوں کے رازداں

ہم جامعہ کے نوجواں
ہم انقلابی کارواں
حق ہے ہمارا راستا
منزل ہماری کربلا

ہم صفوی و چمران ہیں
ہم صاحب ایمان ہیں
ہم وارث میدان ہیں
ہم لافتیٰ کی شان ہیں

ہم جامعہ کے نوجواں
ہم انقلابی کارواں
حق ہے ہمارا راستا
منزل ہماری کربلا

وحدت ہمارا مدعا
ہم ضامن عہد خدا
ہم نعرہ کرب و بلا
ہم مصحف حرف وفا

ہم جامعہ کے نوجواں
ہم انقلابی کارواں
حق ہے ہمارا راستا
منزل ہماری کربلا

کلامِ تبلیغی

نماز

(دستہ امامیہ بلتستان)

امام جعفر صادق کا ورد حی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

نماز لشکر ابلیس پر ہے ضرب گراں
نماز ہے شب عاشور عاشقوں کا جہاں
نماز دل کی تسلی نماز جائے اماں

امام جعفر صادق کا ورد حیی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

نماز ہے علی اکبر کے سرخرو آواز
نماز صبر ابوالفضل کا ہے سوز و گداز
نماز فاتح خیبر کی ذوالفقار کا راز

امام جعفر صادق کا ورد حیی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

نماز دل سے خدا کا حسین قول و قرار
نماز یوسف زہرا کا وعدہ دیدار
نماز ہے شب ظلمت میں پنجتن کا شعار

امام جعفر صادق کا ورد حیی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

نماز نور شفاعت نماز عشق علی
نماز درد کا درماں نماز چارہ گری
نماز حرف تسلی نماز عشق جلی

امام جعفر صادق کا ورد حی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

نماز ظلمت شب میں چراغ قرآنی
نماز ذکر الٰہی کا ورد لافانی
نماز ہے دل بیتاب کی ثناخوانی

امام جعفر صادق کا ورد حی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

نماز دل میں چراغ عمل جلاتی ہے
نماز عبد کو معبود سے ملاتی ہے
نماز شکر خدا کا ہنر سکھاتی ہے

امام جعفر صادق کا ورد حی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

صدائے ابابیل

نماز مرہم دل ہے نماز ورد شفا
نماز حضرت زہرا کی مستجاب دعا
نماز عشق حسینی نماز روح عزا

امام جعفر صادق کا ورد حی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

نماز زینب کبری کے پاک دل کا سرور
نماز شوق ملاقات ہے خدا کے حضور
نماز پرچم مہدی نماز صبح ظہور

امام جعفر صادق کا ورد حی علی
نماز عشق ہے تسبیح خانہ زہرا

استغاثہ باامام زمان

نوحہ خوان: سعید حیدری

دلگیر ہیں ابن شہ کرار مدد کر
اے صاحبِ دوراں میرے سردار مدد کر

پرچم ہے تیرا فرش پہ طوبیٰ کی نشانی
ہے قبلہ عشاق تری ذاتِ گرامی
دیں ہم بھی ترے چہرہِ اقدس کو سلامی
برسوں سے ہے اِک حسرتِ دیدار مدد کر

دلگیر ہیں ابن شہ کرار مدد کر
اے صاحبِ دوراں میرے سردار مدد کر

ہیں عبد گنہگار، اسیر غم و آلام
اس وادی ظلمت میں ہے ہر سانس ترے نام
لبیک کا نعرہ ہے ترے عشق کا فرمان
ہیں سایہ پرچم کے طلب گار مدد کر

دلگیر ہیں ابن شہ کرار مدد کر
اے صاحبِ دوراں میرے سردار مدد کر

طاغوتِ زمانہ سے ہیں ہم برسر پیکار
کرتے ہیں تیرے عشق کا اظہار سرِ دار
مقتل میں ہیں تنہا تیرے جانباز علمدار
اے یوسف زہرا شہ دلدار مدد کر

دلگیر ہیں ابن شہ کرار مدد کر
اے صاحبِ دوراں میرے سردار مدد کر

ہے دل پہ گراں ہجر ترا ساقی دوراں
غفلت کے حجابوں میں ہیں ہم ششدر و حیراں
رہتا ہے رگِ جاں میں ترے وصل کا ارماں
اے غربت زہرا کے عزادار مدد کر

دلگیر ہیں ابن شہ کرار مدد کر
اے صاحبِ دوراں میرے سردار مدد کر

ہم ایک تری نظر کرم کے ہیں سوالی
بستا ہے ہر اِک دل میں ترا عشق حلالی
رگ رگ میں دھڑکتا ہے ترا حسن مثالی
اے لشکر توحید کے سالار مدد کر

ترانہ سید حسن نصراللہ

(مجلسِ وحدت المسلمین)

بسم اللہ بسم اللہ سید حسن نصراللہ

جھپٹے کا حیدر کا پسر
اکھڑے کا خیبر کا در
ٹوٹے کا زورِ عنتر
دشمن ہوں گے سب ابتر

بسم اللہ بسم اللہ سید حسن نصراللہ

شیر علی میداں میں اُتر
چیر دے باطل کے اژدر
غلبہ پا شیطانوں پر
خم کر دے صیہون کے سر

بسم اللہ بسم اللہ سید حسن نصراللہ

گونجی سید کی للکار
خائف صیہونی سرکار
اب تم کو بھی ہے درکار
مالکِ اشتر کی تلوار

بسم اللہ بسم اللہ سید حسن نصراللہ

ہو گا اب صیہون ازم
دنیا کے نقشے سے گم
لکھے گا سید کا قلم
نصرت کے بیدار سخن

بسم اللہ بسم اللہ سید حسن نصراللہ

ڈٹ کے کھڑا ہے نصراللہ
بن کے جہاں میں سیف اللہ
عاشق حضرتِ ثار اللہ
لب پہ ہے جاری وردِ خدا
لا الہ ۔۔۔ الا اللہ

نوحہ

دہائی وامحمدا

نوحہ خوان: احمد رضا ناصری

بچھ رہی ہے دشت میں
حسین کی صف عزا

دہائی وامحمدا۔۔۔دہائی وامحمدا

تیرے چمن کے گل بدن ہیں خاک پر بکھر چکے
غبار سے اَٹے ہوئے ہیں گرد میں چھپے ہوئے
سپاہیوں کے درمیاں اسیر تیری بیٹیاں

دہائی وامحمدا۔۔۔دہائی وامحمدا

ہُوا ہے وار پشت سے گلوئے نازنین پر
یہ پارہ پارہ بے کفن دریدہ تن حسین ہے
مصلہ سجود پر بریدہ سر جھکا ہُوا

دہائی وامحمدا۔۔۔دہائی وامحمدا

لہو کے عشق زار میں یہ تیرا نورِ عین ہے
نہ اب مسافرت میں ہے کہ لوٹنے کی آس ہو
جو مندمل نہ ہو سکیں ہیں زخم اتنے لادوا

دہائی وامحمدا۔۔۔دہائی وامحمدا

یہ رزم گاہ ہے زینبی صدائے انقلاب ہے
فرات کی ترائی میں بلا کا اضطراب ہے
ہے منبر شہود پر خطیبِ دشتِ نینوا
دہائی وا محمدا ۔۔۔ دہائی وا محمدا

تڑپ تڑپ کے چومتی ہے سینہ حسین کو
ستم گروں کے درمیاں یہ ہوبہو بتول ہے
سنا رہی ہے شامِ غم کا جاں گداز مرثیہ

دہائی وامحمدا۔۔۔دہائی وامحمدا

محاذِ حق سنبھال کر، غم و الم سہار کر
ردائے پاک وار کر، خدا سے ہم کلام ہے
قبول کر یہ ہدیہ تن غریب کربلا

دہائی وامحمدا۔۔۔دہائی وامحمدا

نوحہ

سنو صدائے کربلا

نوحہ خوان: عاطر حیدر

سنو صدائے کربلا حسین کی زبان سے

نبی کے شہر سے چلا خطیبِ دشتِ نینوا
عمل کی روشنائی سے لکھا شعارِ کربلا
میں معدنِ رسول ہوں، ہدایتوں کا نور ہوں
یزید ظلم و جور کی سیاہیوں کا سلسلہ
مجھ ایسا اس کی بیعت ستم کرے محال ہے
خدا کرے گا فیصلہ کہ کون لازوال ہے
امین حق سوئے حرم چلا ہے کس وقار سے

بچا رہا ہے خیر کو بدی کے ہر غبار سے
عجیب اضطراب ہے بتول کے جوار میں
ہزار غم چھپے ہوئے ہیں چشم اشکبار میں

نوشتہ حسین نے وصیتوں کے باب میں
سکھا دیا قیامِ حق کا بے مثال نظریہ
نہ تخت و تاج کی طلب نہ ہے فساد مدعا
میں خیر کا سفیر ہوں، بدی سے ہے مقابلہ
گھری ہوئی ہے ظلمتوں میں اُمت محمدی
نکل رہا ہوں پرچم فلاح و راستی لیے
خدائے مہربان ہے میرا نصیر و ہم نوا

حسین منبر دعا پہ رب سے ہم کلام ہے
وفا شعار عاشقوں کا ایک اژدھام ہے
وہ روحِ خانہ خدا، بنائے لا الہ ہے
شعورِ رازِ بندگی، صدائے کردگار ہے
فریب کار کوفیوں کا باوفا امام ہے
نفس نفس سفیر حق، قدم قدم پیام ہے

یہ کون بدخصال ہیں جو حاجیوں کے درمیاں
ہیں خنجر ستم لیے حسین کی تلاش میں
بچا کے حرمت حرم، چلا ہے سوئے نینوا
وہ لا رہا ہے گھیر کے، یزیدیت کو کربلا

خطیب عصر آ چکا ہے منبر خطاب پر
سکوت میں ہے نینوا، علم گڑا ہے خاک پر
میں نورِ عین مصطفیٰ ہوں، فاطمہ کا لال ہوں
جو حشر تک نا جھک سکے وہ عزمِ بے مثال ہوں
ہمی ہیں اس جہاں میں بندگانِ رب کے سائباں
ہمی ہیں ساقیانِ حق، مشیتوں کے رازداں

گھرا ہُوا ہوں خونخوار بھیڑیوں کے درمیاں
یہ سرزمیں سنائے گی مرے لہو کی داستاں
ستم شعار تخت پر ہیں اہل حق عتاب میں
ہے ہیچ زندگی یہاں پہ موت افتخار ہے
فریب ہے یہ زندگی، لقائے رب ثبات ہے
خدائے عشق کے حضور بندگی حیات ہے

حیات دشت ابتلا حیات امتحان ہے
جو متقی ہُوا وہ اس جہاں میں کامران ہے
یہ طوقِ جبر توڑ دو، ستم کے وار مت سہو
ہمارا ساتھ دو نہ دو، غلام بن کے مت جیو

ہے منبر سناں پہ اب خطیبِ دشت بے اماں
سنا رہا ہے خلق کو حدیث عشق جاوداں
عروسِ وقت غش میں ہے، بلک رہا ہے آسماں
لہو میں تر ہے چارہ گر، لب فرات الاماں
اُجڑ چکا ہے کارواں، بچھڑ گیا ہے سارباں
کھڑی ہیں اب محاذ پر فقط بتول زادیاں
ہے آسمان سرخ اور زمیں پہ شورِ الاماں
فرات کی زبان پر ہے تشنگی کی داستاں

ترانہ قاسم سلیمانی

ترانہ خواں: احمد رضا ناصری

شعارِ نینوا کا رازداں قاسم سلیمانی
شہادت کا سفیر جاوداں قاسم سلیمانی

رہا فرزند حیدر کے لیے وہ اشتر دوراں
بنا میداں میں مختارِ زماں قاسم سلیمانی

شہادت کا سفیر جاوداں قاسم سلیمانی
شعارِ نینوا کا رازداں قاسم سلیمانی

مٹایا فتنہ تکفیریت کو عزمِ پیہم سے
اندھیروں میں چراغِ کارواں قاسم سلیمانی

شہادت کے قلم سے لکھ دیا ہیہات کا نعرہ
سرمقتل بنا میں حرفِ اذاں قاسم سلیمانی

محاذِ شام پر سینہ سپر تھا تا دمِ آخر
درِ بنت علی کا پاسباں قاسم سلیمانی

سرِ میداں اُٹھائیں گے علم تیری شجاعت کا
ترا عہدِ وفا وردِ زباں قاسم سلیمانی

لرز اُٹھیں گے امریکا و اسرائیل کے ایواں
تو شمشیر علی بر دشمناں قاسم سلیمانی

یتیموں بے نواؤں بے کسوں کا یاور و ناصر
مصلے پر تھا نورِ عاشقاں قاسم سلیمانی

لہو تیرا لکھے گا قبلہ اوّل کی آزادی
بنے گا صحن اقصیٰ کی اذاں قاسم سلیمانی

محبت بے ریا تھی اہل پاکستان سے اس کی
غم کشمیر میں تھا نوحہ خواں قاسم سلیمانی

نوحہ

آقای دلم مولای منم

نوحہ خوان: سعید حیدری

آقای دلم مولای منم
مجنون تو ام مجنون تو ام

گم خاکِ شفا میں میرا بدن
فردوسِ بریں ہے صحن حرم
تھکتے ہی نہیں عاشق کے قدم
دل وجد میں ہے آنکھیں پُرنم

آقای دلم مولای منم

ہے عرشِ علیٰ مولا کا حرم
سجدے میں پڑے ہیں پاک بدن
نس نس میں رواں شبیر کا غم
لکھتا ہے قلم بے تاب سخن

آقای دلم مولای منم

بٹتے ہیں یہاں دستار و علم
مٹتی ہے غم دنیا کی تھکن
ہر زخم جگر کا ہے مرہم
مٹ جاتے ہیں سارے رنج والم

آقای دلم مولای منم

اے تربت مولا تیری قسم
اس خاک سے رشتہ ہے پیہم
ہے دل میں گڑا ضیغم کا علم
ہے عشق خدا مائل بہ کرم

آقای دلم مولای منم

تا حد نظر تیرے پرچم
یہ دشت ہے ہر عاشق کا وطن
زخمی ہیں ترے زائر کے قدم
ہے چاروں طرف شورِ ماتم

آقای دلم مولای منم

مولا کا لہو اس خاک میں ضم
نکلا تھا یہیں عباس کا دم
بکھرا تھا یہیں زہرا کا چمن
خیموں سے اُٹھا شورِ ماتم

آقای دلم مولای منم

ترانہ رہبری

ہم ہیں سپاہِ مہدی سالار خامنہ ای

ترانہ خواں: عاطر حیدر

ہم ہیں سپاہِ مہدی سالار خامنہ ای
ہم سب کے سب غدیری ہیں بس ترے فدائی
تو نعرہ شجاعت تو عزمِ کربلائی
ہر ہر محاذِ حق پر تیرا علم گڑا ہے
تو اشتر زماں ہے تو فخر مرتضائی
ہم ہیں ترے سپاہی

مردانِ حر کا رہبر، میدانِ حق کا غازی
تو ذوالفقارِ حیدر، تو رزمِ لا الٰہی
وہ بغض انتری ہو یا ہو فشارِ باطل
سینہ سپر ہے تنہا مہدی ترا سپاہی
ہم ہیں ترے سپاہی

صحنِ حرم میں حیدر کا گونجتا رجز ہے
تو منصب ولایت کی آخری گواہی
کردار کی عبا میں روشن شعارِ مہدی
للکار کی دھمک سے لرزاں ہے کج کلاہی
ہم ہیں ترے سپاہی

منشور حق پرستی، وحدت شعار تیرا
فتح مبیں کا نعرہ، تو لطف کبریائی
بجھتا ہے تیرے دم سے باطل کا ہر الاؤ
تو ہے خلیل دوراں، تو بت شکن سپاہی
ہم ہیں ترے سپاہی

مستضعفین عالم دیتے رہے دہائی
شام و یمن میں تیری للکار کام آئی
اقصیٰ کا در کھلے گا، اہل یہود سن لو
کرار کے پسر کی خیبر پہ ہے چڑھائی
ہم ہیں ترے سپاہی

منبر تیری وراثت، قرآن تیرا لہجہ
محراب تیری مسند، کردار مصطفائی
ہر مرحبِ زماں ہے خائف ترے رجز سے
تو اشتر علی ہے، تو ضربت خدائی
ہم ہیں ترے سپاہی

ترانہ رہبری

ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای

ترانہ خواں: عاطر حیدر

ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای
ہے کردارِ بوذر علی خامنہ ای

زمانے میں گھمسان کا رن پڑا ہے
وہ میدانِ حق میں اکیلا کھڑا ہے
زمانے کے مرحب کو نیچا دکھا کر
وہ فتح مبیں کا سبق لکھ رہا ہے

ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای
ہے کردارِ بوذر علی خامنہ ای

عبائے شجاعت ہے شانوں پہ اس کے
وہ باطل پرستوں سے تنہا لڑا ہے
زمانے کے فرعون سہمے ہوئے ہیں
علمدارِ مہدی ہے تن کر کھڑا ہے

ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای
ہے کردارِ بوذر علی خامنہ ای

تشیع کو وحدت کا منشور دے کر
منافق دلوں کی کجی کو سہا ہے
لرزتے ہیں ظلم و شقاوت کے ایواں
وہ حیدر کی طاقت ہے ڈٹ کر کھڑا ہے

ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای
ہے کردارِ بوذر علی خامنہ ای

سلونی کے وارث کا فرمان بن کر
وہ وحدت کی ضو بن کے آگے بڑھا ہے
حجاز و فلسطین و شام و یمن میں
اسی کی شجاعت کا جھنڈا گڑا ہے

ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای
ہے کردارِ بوذر علی خامنہ ای

سرِ بزم رہبر، سرِ رزم غازی
وہ بیدار نسلوں کا مشکل کشا ہے
وہ غیبت میں جلتے چراغوں کی لو ہے
وہ مہدی کی ہم پر خصوصی عطا ہے

ہے للکارِ حیدر علی خامنہ ای
ہے کردارِ بوذر علی خامنہ ای

نوحہ

یا زینب یا زینب

نوحہ خواں: احمد رضا ناصری

کربلا سے کوفہ تک
سب کڑے محاذوں پر
میر کارواں زینب
فاسقوں کے مجمعے میں
بے کجاوہ اونٹوں پر
حق کی سارباں زینب
ظالموں کے نرغے میں
جبر کے محاذوں پر
گونجتی اذاں زینب
وقت کی عدالت میں
ما رایت الّا کا
آخری بیاں زینب

یا زینب یا زینب

غم کا آسماں --- یا زینب
جرأتِ زباں --- یا زینب

تشنہ لب شہیدوں پر
کشتہ دل اسیروں پر
مثل سائباں زینب
کربلا کی آہوں کو
عزم میں بدلنے کا
حرفِ جاوداں زینب
بے وفا زمانے میں
بے قرار زہرا کا
دردِ بے کراں زینب
آج پھر یک و تنہا
رزمِ حق و باطل میں
تیغ بے کساں زینب

یا زینب یا زینب

مثل سائباں --- یا زینب
میر کارواں --- یا زینب

مقتل شہیداں میں
پارہ پارہ جسموں کا
نالہ و فغاں زینب
ہر یزید دوراں کو
خاک میں ملانے کا
وردِ جاوداں زینب
سوزِ منبر و مجلس
مرکز عزا داری
غم کا آستاں زینب
مجلس حسینی ہو
مرثیہ ہو یا ماتم
غم کا ہر بیاں زینب
یا زینب یا زینب

گونجتی اذاں --- یا زینب
آیتِ رواں --- یا زینب

اشقیا کے پہرے میں
شکر و حمد ربی کا
وردِ عاشقاں زینب
بے ضمیر مجمعے میں
حیدری فصاحت کا
منبر بیاں زینب
ہاتھ تھے پس گردن
رنج بے ردائی تھا
اور خستہ جاں زینب
تشنہ لب سکینہ کی
دل فگار آہوں کا
ایک آشیاں زینب

بحرِ بے کراں --- یا زینب
رازِ کن فکاں --- یا زینب

رمز حق و باطل میں
غلبہ الٰہی کی
آیتِ رواں زینب
وقت کے سقیفوں میں
غاصبوں کی نخوت پر
برقِ آسماں زینب
ظلم کے اندھیروں میں
کربلا سفینہ ہے
اور بادباں زینب
انقلابِ مہدی تک
حق شناس ذہنوں کی
میر کارواں زینب

رمز عاشقاں --- یا زینب
دردِ جاوداں --- یا زینب

نوحہ

فاطمہ بنتِ نبی ہوں

نوحہ خواں: احمد رضا ناصری

وَانتَظِرُوا اِنَّا مُنتَظِرُون

سرِ آغازِ تلاوت کیے وحدت کے سخن
ربِ غفار کی تمجید و ثنا، جود و کرم
ملکہ عرش نے پھر بابِ رسالت کھولا
ظلمت شب میں بڑھے صبح نبوت کے قدم

گنگ تھے اہل ستم، وجد میں لوح و قلم
اور زمیں بوس ہوئے ظلم و شقاوت کے صنم

پھر شریعت کے اُصولوں کو معانی بخشے
نورِ قرآن کی عظمت کے سخن دہرائے
دین و ایماں کو براہین عطا فرمائے
دفعتاً لہجہ بیدار نے کروٹ بدلی

سرِ دربار کھڑی ہوں، شک ولغزش سے بری ہوں
فاطمہ بنت نبی ہوں

تم تو خاشاک تھے ذلت کے بیابانوں میں
میرے بابا نے تمہیں اذنِ رہائی بخشا
تم نے جب کفر رسالت کے مقابل پایا
بھاگ اُٹھے سرِ میدان بھگوڑے بن کر

جانفشاں مردِ مجاہد تھے علی شیر جلی
ٹوٹ پڑتے تھے سرِ رزم اجل کی صورت
مردِ میدان علی، حق کے نگہبان علی
ضامن فتح مبیں، رب کی جلی شان علی

لہجہ حق میں اُتر آئے کئی رنج و ملال
سر دربار کھڑی ہوں، شک ولغزش سے بری ہوں
فاطمہ بنت نبی ہوں

روح پر زخم ہیں اور دل میں جدائی کی کسک
چار سو شعلہ فشاں بغض کی جاں سوز تپش
پھر اُٹھایا سر دربار وراثت کا سوال
عرق آلود ہوئے کرسی نشینوں کے جلال

پھر پڑھا لہجہ ربی میں وراثت کا نصاب
چار سو پھیل گیا نطق سلونی کا شباب

دین و حکمت کے چراغوں کو بجھانے والو
خم کے پیمانِ ولایت کو بھلانے والو
بغض ابلیس کے شعلوں کو جلانے والو
نیزہ و خنجر و تلوار اُٹھانے والو

لے کے اُٹھو گے سر حشر خساروں کا وبال
طوقِ رسوائی میں سہ پاؤ گے وحدت کا جلال؟

لہجہ حق سے لرزنے لگا ایوانِ ستم
اور سینے میں اٹکنے لگے طاغوت کے دم
دشت سفاک میں لہرائے ولایت کے علم
پھر دیا مجمع انصار کو دستورِ قیام

اے بنی قیلہ اُٹھو حق کے مددگار بنو
دشت ظلمت میں ولایت کے طلب گار بنو

تم تھے اُمت کے نگہبان، رسالت کے رفیق
عزم و ہمت میں جری آلِ پیمبر کے حلیف
تم نے بھی اجر رسالت سے خیانت کر لی
غاصبوں، کرسی نشینوں کی اطاعت کر لی
پھیر لی آنکھ رسالت سے بغاوت کر لی
بیعت زر میں ولایت سے عداوت کر لی

اب سر حشر اُٹھاؤ گے گناہوں کے وبال
ربِ اکبر کا غضب اور قہر کے بھونچال

تن پہ زخموں کی کسک، روح میں انبوہِ ملال
ضعف سے جھکتی کمر اور قدم اُٹھنا محال
دل میں پیوست ہیں اغیار کے گستاخ سوال
کتنی صدیوں سے لحد ہے تیری غربت کی مثال

نوحہ

مارایت الا جمیلا

نوحہ خواں: جری سجاد نقوی

اے ملکہ اظہار
اے حق کی علمدار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

تو صبر کا عنوان ہے تو شکر کا معیار
ہر دل تیرے لہجے کی حرارت سے ہے بیدار
ہر آنکھ ترے صبر مسلسل کی عزادار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

عاشور کے ہر درس میں تو میر و علمدار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

تھا اوج پہ جب نطق سلونی سرِ دربار
مٹی میں ملے تختِ ستم، جبہ و دستار
خطبوں کی چلی تیغ تو پسپا ہوئے فرار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

اظہار کی للکار سے کانپے در و دیوار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

ہر قلب تیرے شکر الٰہی سے ہے سرشار
ہر تختِ ستم پر ہے تو حیدر کا کڑا وار
ہر عہد ترے اُسوہِ کامل سے ہے بیدار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

طاغوت سے تو آج بھی ہے برسرِ پیکار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

ہے چادرِ تطہیر ترا ہدیہ ایثار
تو رزمِ جہاں میں ہے ولایت کی مددگار

ہر منبرِ حق ہے تیرے خطبوں سے ثمر بار
ہیہات کا نعرہ ہے ترا لہجہ خود دار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

طاغوت کو نابود کیا برسرِ دربار
تا حشر ترے زیر قدم نسل جگر خوار
اب تخت ترا شام، سپاہی تیرے حبدار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

روضے پہ ترے آج بھی حاضر ہیں عزادار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

تھا خاک پہ بکھرا ہوا زہرا کا چمن زار
اور خون میں غلطاں تھا گلوئے شہ ابرار
تھی صبر کا اِک کوہِ گراں دخترِ کرار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

خیام سے اُٹھتی ہوئی آہوں کی عزادار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

وہ خونِ شہیداں پہ ترا شکر کا اظہار
بتلا گیا صدیوں کو رہِ عشق کے اسرار
سکتے میں شقی، مہر بہ لب مجمع اغیار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

طاغوت سے ٹکرا گئی عاشور کی للکار
بنت شہ کرار، بنت شہ کرار

نوحہ

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو

نوحہ خوان: احمد رضا ناصری

بقیعہ کی لحد گریہ کناں ہے
امامت برسرِ نوکِ سناں ہے
مرا معبود میرا راز داں ہے
غرورِ بیعت فاسق مٹا کر
مرا رخت سفر حکم اذاں ہے

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو
کہاں ہو میرے لشکر کے دلیرو

سرِ دربار شمشیریں تمہاری
لرزتے تھے شقاوت کے پجاری
ولیدی تخت پر تھا خوف طاری
تھے خائف تم سے ذلت کے حواری
شجاعت تھی قصیدہ خواں تمہاری

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو
کہاں ہو میرے لشکر کے دلیرو

کھڑا ہوں لاشہ قاسم اُٹھا کر
کہوں کیا مادرِ مضطر سے جا کر
ہے ٹکروں میں بٹا شیر دلاور
کمر کچھ اور غم سے جھک گئی ہے
حسن کے شیر کو خیموں میں لا کر

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو
کہاں ہو میرے لشکر کے دلیرو

سناں اکبر کے سینے میں گڑی ہے
اجل حیران مقتل میں کھڑی ہے
مصیبت یہ قیامت سے بڑی ہے
سلگتی ریت آنکھوں میں پڑی ہے
سرِ میدان محشر کی گھڑی ہے

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو
کہاں ہو میرے لشکر کے دلیرو

میرا سقا ترائی میں گرا ہے
ہزاروں سے جری تنہا لڑا ہے
علم ضیغم کے قدموں میں گرا ہے
وہیں بے آب مشکیزہ پڑا ہے
کمر خم ہو گئی دل پھٹ رہا ہے

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو
کہاں ہو میرے لشکر کے دلیرو

صدائے ابابیل

مرے قدموں سے لپٹی ہے سکینہ
بلک کر چومتی ہے میرا سینہ
ندا خیموں میں ہے ہائے مدینہ
لٹا بن میں رسالت کا خزینہ
لہو پر ہے رواں میرا سفینہ

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو
کہاں ہو میرے لشکر کے دلیرو

بیاباں میں تن تنہا کھڑا ہوں
اکیلا سارے لشکر سے لڑا ہوں
میں پیاسا ہوں، لب دریا کھڑا ہوں
لہو روتی ہوئی آنکھوں سے پوچھو
زمیں پر زین سے کیسے گرا ہوں

کہاں ہو اے بنی ہاشم کے شیرو
کہاں ہو میرے لشکر کے دلیرو

نوحہ

اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت
رسن بستہ باب الحوائج سے پوچھو

نوحہ خوان: وسیم الحسن عابدی

دیے اُمیدوں کے بجھ رہے ہیں
ہمارے یوسف کدھر گئے ہیں
اُجاڑ صحنوں میں بین کرتی
ملول ماؤں کی سرد آہیں!
ضعیف باپوں کے بے سہارا لرزتے بازو!
صدائے ہل من میں ڈھل رہے ہیں...
ہمارے یوسف کدھر گئے ہیں؟

یہ طوق و زنجیر، تازیانے
یہ عہدِ ظلمت کے قید خانے
امامِ ساجد کا دردِ غربت
کریم ابن کریم مولا
امامِ کاظم کا مرثیہ ہیں

اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت
رسن بستہ باب الحوائج سے پوچھو

اسیری کی تاریخ کتنی کڑی ہے
ہدایت کی صبحوں سے ظلمت لڑی ہے
عزادار صدیاں لہو رہی ہیں
امامت اندھیروں میں تنہا کھڑی ہے

اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت
رسن بستہ باب الحوائج سے پوچھو

ہے قید ستمگر میں نورِ پیمبر
عزادارو! دلگیر ہے قلب مضطر
کہ رخصت ہوئے آج موسیٰ ابن جعفر
علی ابن موسیٰ پہ غم کی گھڑی ہے

اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت
رسن بستہ باب الحوائج سے پوچھو

چلن ہے وہی اب بھی اہل وفا کا
ہیں اہل ستم کے وہی قید خانے
وہی طوق و زنجیر اور تازیانے
سناں حق پرستوں کے تن میں گڑی ہے

اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت
رسن بستہ باب الحوائج سے پوچھو

نمر، زکزکی کی اسیری کے نوحے
دلوں میں سسکتی ہوئی شامِ غربت
اُجڑتے ہوئے آنگنوں کی اُداسی
روایت میں بغداد کی اِک کڑی ہے

اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت
رسن بستہ باب الحوائج سے پوچھو

غلامانِ کاظم کے بے خوف چہرے
کڑے قید خانوں میں سینہ سپر ہیں
سپاہِ ستم گار حیراں کھڑی ہے
وہی شامِ حسرت فضا میں کھڑی ہے

اندھیروں میں نورِ ولایت کی غربت
رسن بستہ باب الحوائج سے پوچھو

وطن کے اسیروں کی دلگیر آہیں
امامِ زمن کو صدا دے رہی ہیں
مٹائیں گے مہدی ستم کی سیاہی
یہ حق کی بشارت دلوں سے جڑی ہے

نوحہ

چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین

نوحہ خوان: محمد علی نجفی

چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین
مضطرب ہیں شب عاشور سفیرانِ حسین

گل چراغوں میں شہ دیں نے کہا بسم اللہ
ہمہ تن گوش ہوئے تشنہ دہن اہل وفا
مقتل عشق میں ظلمت سے لڑوں گا تنہا
محو گریہ ہیں سرِ عرش جنابِ زہرا

غربت شہ پہ تڑپتے ہیں غلامانِ حسین
چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین

تیرا در چھوڑ کے انصار کدھر جائیں گے
قتل سو بار ترے عشق میں ہو جائیں گے
راکھ بن کر تیرے قدموں میں بکھر جائیں گے

ہم کو جنت نہیں بس چاہیے دیدارِ حسین
تا ابد روح نبھاتی رہے پیمانِ حسین

دشت بے آب میں حلت بفنا ئک کی صدا
لوحِ ایام پہ لکھنے لگی معراجِ وفا
عشق کا عین بنا نورِ ابا عبداللہ
شہ کے قدموں میں بلکتی رہی دلگیر ہَوا

مرکز نور تھے صحرا میں فقیرانِ حسین
چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین

ہر مصلے پہ بپا ہے شب معراجِ حسین
اوج پر ہے شب اسرار میں عرفانِ حسین
نورِ قرآن سے روشن ہے زمستانِ حسین

جگمگاتے ہیں سرِ عرش ستاروں کی طرح
خاک پر محو مناجات عزیزانِ حسین

پشت خیمہ سے سنے شاہ نے ماؤں کے سخن
بس گیا تھا پسِ خیام شہادت کا چمن
نینوا کانپ اُٹھا، ہانپ اُٹھے کوہ و دمن
محرمِ سرِّ شہادت تھی علمدار بہن

فرش پر عرش کے تارے تھے کریمانِ حسین
چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین

سج گیا تھا شب عاشور چراغوں کا جہاں
عشق مولا پہ پسر وار رہی تھی ہر ماں
موت ہے شہد سے شیریں، تھا یہ قاسم کا بیاں
دشت میں گونج اُٹھی یوسف کربل کی اذاں

عصر عاشور کے سورج تھے جوانانِ حسین
چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین

شہ کی شمشیر نے حیدر کے رجز دہرائے
چھا گئے لشکر اعدا پہ قضا کے چھائے
شاہِ دیں غیظ میں ہیں، بچ کے نہ کوئی جائے
چشم پُرنم میں ہے حسرت کا سمندر ہائے

خاک اور خون میں غلطاں ہیں دلیرانِ حسین
چھوٹ جائے نہ کہیں ہاتھ سے دامانِ حسین

علی امامِ من است منم غلامِ علی

منقبت خواں: عاطر حیدر

ہزار جانِ گرامی فدائے نامِ علی
علی امام من است و منم غلامِ علی

بلاغتوں کا سمندر فصاحتوں کا جہاں
علی کے نطق میں گویا ہے ربِّ کون و مکاں
لبوں پہ علم الٰہی کے راز ہائے نہاں
صدائے کُن کے ستارے اُتر رہے ہیں یہاں

ہے عرش و فرش پہ مشکل کشا امامِ مبیں
علی کا نور ہے میثاقِ انبیا کا امیں

ازل سے عالم اکبر علی کے زیرِ نگیں
ہے دست بستہ سرِ عرش جبرئیل امیں

علی کی تیغ قیامت ہے زر پرستوں پر
علی کی ضرب ہے بھاری جہاں پرستوں پر
علی ہے پرچم احرار، حق کے رستوں پر
علی ہے دست نگہبان تنگ دستوں پر

علی ولایتِ کبریٰ کا تخت لافانی
علی کے عدل پہ نازاں ہے نسل انسانی
سکھایا اہل نظر کو شعارِ میدانی
علی نے دل کو دیا پرچم جہاں بانی

علی کا نور اندھیروں میں در بناتا ہے
علی کا عشق چراغِ عمل جلاتا ہے
علی شعور کو میدانِ حق میں لاتا ہے
علی کے عشق کو میزان رب بناتا ہے

علی ہے نقطہ وحدت، علی ہے روحِ ولا
علی مشیت یزداں، علی رضائے خدا
علی ہے ضربِ یداللہ، علی ہے بابِ عطا
علی کا عشق ہے سبحان ربی الاعلیٰ

جہاں میں روحِ عدالت بنا شعارِ علی
فروغِ عظمت انسانیت قرارِ علی
سفیر رزمِ ولایت ہے ذوالفقارِ علی
صدائے فزتُ سرِ عرش افتخارِ علی

الوداع مولا رضا

نوحہ خوان: وسیم الحسن عابدی

الوداع مولا رضا
الوداع مولا رضا

محو ماتم ہیں زمانے میں سبھی اہلِ عزا
شورِ گریہ میں بلکتی ہے خراساں کی ہَوا
مرقد احمد مُرسل میں ہے کہرام بپا
شہر اغیار سے رخصت ہوئے تنہا مولا

ہل گئی قبر نبی
بچھ گیا فرشِ عزا
الوداع مولا رضا

ہائے بغداد سے اُٹھتی ہوئی گریہ کی صدا
قم میں اِک خستہ جگر بہن ہے مصروفِ بکا
اُٹھ رہا ہے حرمِ پاک سے شورِ گریہ
چل دیے آج سوئے عرش غریب الغربا

چار جانب ہیں شقی
اور تنہا ہیں رضا
الوداع مولا رضا

مثل شبیر مدینہ سے چلے مولا رضا
ہائے بابا سے ہوئے سید جوّاد جدا
دیر تک خون رلاتی رہی بہنوں کی صدا
لے چلے گھیر کے بھائی کو سوئے شہر جفا

عرش پر آہ و بکا
فرش پر شورِ عزا
الوداع مولا رضا

اُٹھ رہی ہے سرِ دربار صدائے مولا
بٹ رہی ہے شبِ ظلمت میں سلونی کی عطا
دے چکے مجمع اغیار کو پیغامِ خدا
اُٹھ گیا شہرِ ستم گار سے تابوتِ رضا

ہو گیا آج جدا
خلق سے نورِ خدا
الوداع مولا رضا

منبرِ علم پہ ہے رزقِ ولایت کا کمال
ہو رہے ہیں سرِ دربار سوالوں پہ سوال
چار سو اوج پہ ہے علم الٰہی کا جمال
حق پرستوں کے خراساں میں ہوئے سانس بحال

ہم کو بھی کر دیں عطا
علم و حکمت کی دوا
المدد مولا رضا

ہو گئے خاک خراساں میں سبھی اہلِ جفا
مشہدِ عشق میں ہر سو ہے ولایت کی صدا
جلد آئے گا لیے پرچمِ حق ابنِ رضا
صف بہ صف سینہ سپر ہیں سبھی یارانِ وفا

چار سو ایک دعا
العجل بابِ عطا
المدد مولا رضا

یوم القدس ترانہ

بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم

(دستہ امامیہ کراچی)

بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم
اقصیٰ کے گنبد پر ہمی لہرائیں گے حق کا علم

ہم بت شکن کی ہیں اذاں عاشور ہے وردِ زباں
چلتا رہے گا کارواں اُٹھے گا شورِ الاماں
تکبیر کی اونچی صدا کر دے گی ہر مرحب کو خم
بیتُ المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم

ہم ملت بیدار ہیں باطل پہ کاری وار ہیں
حق کے علمبردار ہیں ہم لشکر جرار ہیں

اب عزم و استقلال سے بدلیں گے تقدیر حرم
بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم
ٹوٹیں گے اب دار و رسن خونِ شہیداں کی قسم

سردار کا بہتا لہو اقصیٰ پہ ہے سایہ فگن
توڑے گا زور عشتری فرزند حیدر کا علم
بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم

کلُّ ارضِ کربلا ہے چار سو نعرہ فگن
لشکر کفار پر برقِ خدا شام و یمن
سینہ سپر ہیں دم بدم ہوں گے فنا اہل ستم
بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم

تیغ وحدت سے کریں باطل پہ کاری وار ہم
صحن مقتل میں بنیں گے اشتری تلوار ہم
زعم اسرائیل کو مل کر کریں گے راکھ ہم
بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم

کانپیں گے اب کوہ و دمن مولود کعبہ کی قسم
کر دے گا باطل کو نگیں ضربِ یداللّٰہی کا دم
اب کیفر کردار تک پہنچیں گے صیہونی ستم
بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم

خاکِ اقصیٰ پر پڑے جب حق پرستوں کے قدم
گونج اُٹھے گا صدائے عشق سے صحن حرم
خیبری فرار ہوں گے چھوڑ کر بطل و علم
بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم
اقصیٰ کے گنبد پر ہمی لہرائیں گے حق کا علم

ترانہ آئی ایس او

ترانہ خوان: احمد رضا ناصری

ہیہات من الذلہ

منشورِ ولایت آئی ایس او
دستورِ ہدایت آئی ایس او

کرار کا کاری وار بھی ہم
اور اشتر کی تلوار بھی ہم
رہبر کے علمبردار بھی ہم
اس دھرتی کے معمار بھی ہم

منشورِ ولایت آئی ایس او
دستورِ ہدایت آئی ایس او

ہم رزمِ حسینی کے پرچم
ہم عزمِ خمینی سے پُر دم
رہبر کی اطاعت پر سر خم
طاغوت کی نخوت زیر قدم

منشورِ ولایت آئی ایس او
دستورِ ہدایت آئی ایس او

اقبال کا روشن خواب بھی ہم
ایمان کا مشرب ناب بھی ہم
مٹی سے اُگے مہتاب بھی ہم
کردار کے نکھرے باب بھی ہم

منشورِ ولایت آئی ایس او
دستورِ ہدایت آئی ایس او

مظلوموں کے غمخوار ہیں ہم
ہر ظالم سے بیزار ہیں ہم
کربل سے جڑے کردار ہیں ہم
غفلت میں نہیں بیدار ہیں ہم

منشورِ ولایت آئی ایس او
دستورِ ہدایت آئی ایس او

ہم درسِ عمل ہم فکر جواں
ہم فکر و نظر میں حکم اذاں
ہے عشق وطن سرمایہ جاں
باطل کے مقابل کوہِ گراں

منشورِ ولایت آئی ایس او
دستورِ ہدایت آئی ایس او

افکار ہمارے عرفانی
منشور ہمارا میدانی
دستور ہمارا قرآنی
ہم طاقت لشکر ایمانی

منشورِ ولایت آئی ایس او
دستورِ ہدایت آئی ایس او
ہیہات من الذلہ

استغاثہ بہ حضورامامِ زمانہ

نوحہ خواں: سعید حیدری
(دستہ امامیہ پشاور)

مہدی بیا مہدی بیا

صدیوں سے ارضِ کربلا
ہے مضطرب تیرے بنا
بہتے لہو کے منتقم
انصار دیتے ہیں صدا

مہدی بیا مہدی بیا

ہیں زخم کتنے لا دوا
اور درد کتنے بے صدا
اب وصل کی خیرات دے
مشکل کشائے انبیا

مہدی بیا مہدی بیا

وہ پھول سے رخسار تھے
جو خون سے رنگیں ہوئے
زخمی لبوں پر آج بھی
ہے المدد کا مرثیہ

مہدی بیا مہدی بیا

بغض علی کی آگ سے
در کو جلاتے اشقیا
دیوار و در کے درمیاں
رو کر پکاریں سیدہ

مہدی بیا مہدی بیا

سینے میں ہے محشر بپا
تُو ہی ہے دردِ لا دوا

راتوں کا نوحہ ناحیہ
ندبہ مری صبح عزا

مہدی بیا مہدی بیا

اس دورِ پُر آشوب میں
مظلوم کی ہے التجا
مولا دلِ مغموم کو
دیدار کی دے دے شفا

مہدی بیا مہدی بیا

ہے ہر طرف جور و جفا
اے منجی عالم بتا
کب عرش سے ٹکرائے گی
دکھتے ہوئے دل کی صدا

مہدی بیا مہدی بیا

ترانہ رہبری

سپاہِ باطل ہے جس سے لرزاں وہ ضربِ حیدر ہے خامنہ ای

ترانہ خواں: عون رضوی

سپاہِ باطل ہے جس سے لرزاں وہ ضربِ حیدر ہے خامنہ ای
امینِ بدر و حنین و خندق، وقارِ خیبر ہے خامنہ ای

اسی کی نصرت سے اُٹھ رہے ہیں تمام عالم میں سرخ پرچم
عراق و شام و یمن کا فاتح، جلالِ حیدر ہے خامنہ ای

جو رد کرے بیعت ستمگر، یزید دوراں کا سر جھکائے
جہانِ شیعت کا ناز فتح مبیں کا محور ہے خامنہ ای

جو بغض عنتر کو زیر کر لے، پچھاڑ ڈالے فشارِ باطل
گروہِ داعش پہ سیف حیدر کا وارِ اشتر ہے خامنہ ای

مدافعانِ حرم کا ناصر، وہ قدس کا بت شکن سپاہی
مجاہدانِ وفا سے پیمانِ ربِّ اکبر ہے خامنہ ای

ہے جس کے عزمِ جواں سے خائف فشارِ ظلمت کی ہر سیاہی
ستم گرانِ جہاں پہ غالب عظیم رہبر ہے خامنہ ای

بشارتِ انقلاب بن کر ضمیر آدم جگا رہا ہے
محاذِ حق پر خمینی بت شکن کا شہپر ہے خامنہ ای

ترانہ شہید حسینی

سلام سلام قائد شہید

ترانہ خواں: عقیل اقبال
(دستہ امامیہ بلتستان)

سلام سلام قائدِ شہید میرِ کارواں

خطیب انقلاب ترے گونجتے سخن
عمل کی رزم گاہ میں ہمارے ہم قدم
ترے لہو کے بولتے شعار کی قسم
جہاں میں سرفراز ہے حسین کا علم

سلام سلام قائدِ شہید میرِ کارواں

سپاہِ حق کو حیدری شعار دے دیا
زمین دل کو آب انتظار دے دیا
یوسف بتول کو قرار دے دیا
بندگی کو تاجِ افتخار دے دیا

سلام سلام قائدِ شہید میرِ کارواں

خطیب حق سفیر انقلاب زندہ باد
زبانِ معرفت کی آب و تاب زندہ باد
ستم گروں پہ تیغ بوتراب زندہ باد
رہِ وفا میں عشق کا شباب زندہ باد

سلام سلام قائدِ شہید میرِ کارواں

لہو میں ڈوب کر لکھا شعار لاالہ
مزاحمت کے راستوں پہ صبر بے پناہ
وہ مردِ حق جو ہر محاذ پر ڈٹا رہا
امامِ عصر لیں گے آ کے اس کا خوں بہا

سلام سلام قائدِ شہید میرِ کارواں

لہو میں ڈوبتے رہِ عمل کے راہیو
امامِ عصر کے سبھی نڈر سپاہیو
تمہی سے ہے ولایتِ علی کی روشنی
اے کربلائے وقت کی کھلی گواہیو

سلام سلام قائدِ شہید میرِ کارواں

ترانہ

اللہ اکبر خمینی رہبر

ترانہ خواں: عقیل اقبال
(دستہ امامیہ بلتستان)

اللہ اکبر خمینی رہبر
اللہ اکبر خمینی رہبر

اے میر لشکر صاحبِ دستارِ عرفانی
لکھے تیرے افکار نے دستورِ میدانی
منزل تلک پہنچا گیا جانبازِ یزدانی

ہے آج بھی میدان میں حاضر تیرا لشکر
اللہ اکبر خمینی رہبر

پاؤں کی ٹھوکر میں رکھا تخت شہنشاہی
دیکھی زمانے نے ستم گاروں کی پسپائی
تھا زورِ بازو میں نہاں زورِ ید الٰہی

برقِ الٰہی بن گئے رن میں تیرے تیور
اللہ اکبر خمینی رہبر

تکبیر کا پرچم تھا اور ہیہات کا نعرہ
طاغوت تیرے لہجہ کرار سے ہارا
ابلیسیوں کو نعرہ تکبیر سے مارا

تو مرتضائی وار تھا صیہون کے سر پر
اللہ اکبر خمینی رہبر

تو نامِ روح اللہ کی تفسیر قرآنی
خائف تھے جس سے عنتری، وہ مردِ میدانی
ہیبت میں موسیٰ کا رجز تو رعب سلمانی

تو جلوہِ عرفان تھا تو قوتِ حیدر
اللہ اکبر خمینی رہبر

ٹوٹا تیری ٹھوکر سے پل میں زورِ استکبار
تیار تھے میدان میں سب یاور و انصار
شوقِ شہادت میں بنے سب میثم و عمار

تھا تیری گویائی میں پنہاں لہجہ اشتر
اللہ اکبر خمینی رہبر

نعرۂ تکبیر

الموت الاسرائیل

ترانہ خواں: رضوان مرزا
(دستہ امامیہ کراچی)

نعرۂ تکبیر الموت الاسرائیل
طاغوت کا جبر نہیں سہنا

گونجیں گے شہ مرداں کے رجز، خیبر کو گرا کر دم لیں گے
توڑیں گے تکبر باطل کا، ہر تاج گرا کر دم لیں گے
ہم سربازانِ شیر خدا، فرار نہیں کرار ہیں ہم

نعرۂ تکبیر الموت الاسرائیل

طاغوت کے اونچے محلوں میں اب حشر اُٹھا کر دم لیں گے
میداں میں خمینی کے پیرو مرحب کو گرا کر دم لیں گے
ہم اشتر دوراں کا نعرہ، میثم، قنبر، عمار ہیں ہم

نعرۂ تکبیر الموت الاسرائیل

ہم اقصیٰ کی آزادی کو تحریک بنا کر دم لیں گے
رہبر کے ایک اشارے پر میدان سجا کر دم لیں گے
ہم سینہ سپر میدانوں میں تلواروں کی جھنکار ہیں ہم

نعرۂ تکبیر الموت الاسرائیل

بالآخر قبلہ آخر کو جابر سے چھڑا کر دم لیں گے
بے راہ بھٹکتی اُمت کو غفلت سے جگا کر دم لیں گے
باطل کے مقابل تیغ بکف، ہر ظالم سے بیزار ہیں ہم

نعرۂ تکبیر الموت الاسرائیل

ہم صیہونی دجالوں کو مٹی میں ملا کر دم لیں گے
قاسم کی شہادت کا پرچم میدان میں لا کر دم لیں گے
ہم گونج ہیں نعرہِ حیدر کی، مہدی کے علمبردار ہیں ہم

نعرہِ تکبیر الموت الاسرائیل

ہم عاشورائی رستوں کو منشور بنا کر دم لیں گے
بے حس خونخوار درندوں کے اب ہوش اُڑا کر دم لیں گے
ہم خونِ شہیداں کی سرخی، مقتل میں کھڑے انصار ہیں ہم

نعرہِ تکبیر الموت الاسرائیل

ترانہ

قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے

ترانہ خواں: احمد رضا ناصری

قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے
ہر ذہن میں افکار کے در کھول رہا ہے

تھا تیرا قلم ناشر افکارِ الٰہی
کردار ترا اُسوہِ حیدر کی گواہی
چھٹتی رہی گفتار سے ظلمت کی سیاہی
لرزاں تیرے افکار سے باطل کے سپاہی

قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے

تو برسرِ پیکار تھا طاغوتِ جہاں سے
نابود کیا فتنہ و شر تیغ زباں سے
خائف تھے عدو عزم کے اس کوہِ گراں سے
تسخیر مقابل کو کیا زورِ بیاں سے

قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے

قرآن تیرا عشق، ولایت تیرا محور
منشور حسینی تھا، خمینی تیرا رہبر
بدلے تیرے عرفان نے نسلوں کے مقدر
تو منبر اظہار تھا تو اشتر حیدر

قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے

تو ضیغم شبیر کے پرچم کا پھریرا
تو عقل کی میزان تھا حکمت کا سویرا
وحدت سے کیا دور تعصب کا اندھیرا
توحید کی صبحوں میں رہا تیرا بسیرا

قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے

محرابِ عبادت میں پیا جامِ شہادت
تھا تیرا لہو شاہِ شہیداں کی امانت
تو عشق کے رستوں میں تھا نصرت کی علامت
تھا قائد احرار تو عزت کی بشارت

قائد تیرا بیدار لہو بول رہا ہے
ہر ذہن میں افکار کے در کھول رہا ہے

یوم القدس ترانہ

ترانہ خواں: عاطر حیدر

(دستہ امامیہ کراچی)

اللہ اللہ اکبر امریکہ شیطان الاکبر

طاغوتی عیار درندے کب تک خلق پہ راج کریں گے
تیغ ظلم سے آخر کب تک نسلوں کو تاراج کریں گے
کب تک یہ سفاک لٹیرے شہروں کو ویران کریں گے
اب اس پاک لہو کا دریا فرعونوں کو غرق کرے گا

خاک میں مل کر پسپا ہو گا کفر کا یہ خونخوار تکبر
اللہ اللہ اکبر امریکہ شیطان الاکبر

مہدی کا جانباز سپاہی، میثم دوراں مالکِ اشتر
شام و نجف میں جس کے دم سے خائف تھے فرعونی لشکر
اب اس پاک لہو کی سرخی کر دے گی نابود ستمگر
باطل کے اب ہوش اُڑیں گے، تاج گریں گے تخت جلیں گے

بدلہ لے گا ربِ اکبر، وار کرے گا کفر کے سر پر
اللہ اللہ اکبر امریکہ شیطان الاکبر

اسماعیل کی سالاری میں اور بڑھے کا حق کا لشکر
رہبر ہم بھی قاسم بن کر زیر کریں گے مرحب و عنتر
آپ کے ناصر، آپ کے پیرو، ٹوٹ پڑیں گے کفر کے سر پر
ہم لبیک کے پرچم لے کر حاضر ہیں فرزند حیدر

آپ ہیں ابن ساقی کوثر، دشمن ہوں گے آپ کے ابتر
اللہ اللہ اکبر امریکہ شیطان الاکبر

بدلیں گے اب وقت کے تیور، مقتل مقتل ہو گا محشر
پاک لہو کے ورثہ دارو بدلہ لو میدان میں آ کر

ان نمرودی آقاؤں سے چھین لو خنجر آگے بڑھ کر
اب ابلیسی ایوانوں کو خاک کرے گا لہجہ رہبر

ان صیہونی دجالوں پر وار کرے گا مہدی آ کر
اللہ اکبر امریکہ شیطان الاکبر

تڑپیں گے خونخوار درندے، دار پہ ہوں گے رب کے منکر
لہرائے گا حق کا پرچم، مظلوموں کو تخت ملے گا
ہر سو امن کے پھول کھلیں گے، دل بولے گا حیدر حیدر
ویرانے آباد کرے گا یوسف زہرا مہدی آ کر

اللہ اکبر امریکہ شیطان الاکبر

ترانہ القدس

ترانہ خواں: عاطر حیدر

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

غزہ کا لہو اب بولے گا طاغوت کے پرچم ہوں گے خم
کوہِ صیہون سے اُبھریں گے توحید پرستوں کے پرچم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

اب تخت گرائے جائیں گے، اب تاج اُچھالے جائیں گے
اب جذبے دھڑ دھڑ دھڑکیں گے اور خائن ہوں گے زیر قدم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

میداں میں ڈٹا ہے نصراللہ اور صاحبِ دل میداں میں بہم
اب منجیِ عالم کا پرچم آباد کرے گا صحنِ حرم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

تائید الٰہی کا وعدہ طاغوت کے تخت گرائے گا
اب فتح مبیں میں بدلے گا یہ نصف صدی کا نوحہ وغم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

اب خاک پہ بہتا سرخ لہو تاریخ کے تیور بدلے گا
زیتون کی خوشبو سے ہو گا پھر رشک بریں نبیوں کا وطن

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

حزب اللہ کے نعروں کی دھمک صیہون کے ہوش اُڑائے گی
فرزندعلی کی ہیبت سے، ہیکل کے بھرم ہوں گے بے دم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

خیبر کا رجز دہرائے گا میدان میں پھر حیدر کا پسر
تائید ید اللہ سے ہو گا اب فتح مبیں کا باب رقم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

غزہ کی صدائے ھل من اب بیدار کرے گی اُمت کو
اس شعب ابی طالب کی قسم، ہے ربِ جہاں مائل بہ کرم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

اب اُترے گی صدیوں کی تھکن، لہرائیں گے ہم نصرت کے علم
نکلے گا جہاں کے نقشے سے اب اسرائیل کا تختِ ستم

فی النار فی النار صیہونی استعمار
ہے نعرہِ کرار طوفان الاحرار

ترانہ

قاسم سلیمانی کی شہادت پر

ترانہ خواں: عاطر حیدر
(دستہ امامیہ کراچی)

حیدر حیدر حیدر حیدر

اے قاسم جانباز ہیں ہم تیرے سپاہی
ہے سرخ لہو وقت کی بیدار گواہی
اب دار پہ ہوں گے تیرے قاتل سرِ مقتل
ہے چادرِ تطہیر کا سایہ ترے سر پر
خیبر کو اُکھاڑے گا تیرا نعرہِ حیدر
بدلے گا تیرا پاک لہو وقت کے تیور

دشمن تیرے اب وادیِ ظلمت میں مریں گے
خود اپنی ہی کھودی ہوئی قبروں میں گریں گے
لرزیں گے نیو یارک میں ہیکل کے پجاری
اس شہر ستم گار کے اب ہوش اُڑیں گے

اُٹھے گا دھواں قصر و محلات گریں گے
ہم لشکر ابلیس کو فی النار کریں گے

کر دے گی بپا حشر تیرے خون کی سرخی
قاتل تیرے میدان میں کٹ کٹ کے گریں گے
آئینہ عشاق تھا تو قائد لشکر
تو ضرب الٰہی کا اثر مردِ تونگر
ہے تیری جدائی کا گراں بار دلوں پر
سہمی ہے ترے خوف سے ہر چشم ستمگر

تو روضہ زینب کا وفادار محافظ
نصرت کا علم تھا تیرے لہجے کا تدبر
فرزند علی کے لیے تو اشتر دوراں
تھا شوقِ شہادت کا رجز تیرے لبوں پر

تائید میسر تھی تجھے بنت علی کی
تھی ثانی زہرا کی نظر تیری وفا پر

عباسِ علمدار کے لشکر کا سپاہی
تھا عاشق و حبدار حسینی تیرا پیکر
چہرے پہ سجا خلق تھا اخلاص تمہارا
دستارِ شجاعت تھی فروزاں تیرے سر پر
لکھیں گے تیرے خون سے نصرت کے ترانے
ہم تیغ علی بن کے محاذوں پہ لڑیں گے

ترانہ القدس

ترانہ خواں: عاطر حیدر
(دستہ امامیہ کراچی)

اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

حسینیت کا ہے کرم، امامِ عصر کی قسم
اگرچہ ہوں گے سر قلم، یہ حوصلے نہ ہوں گے کم
اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

روا ہے جب تلک ستم، یہ تیرگی نہ ہو گی کم
لیے چراغ دم بہ دم، بنو علی کے ہم قدم
اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

صیہونیت کو کر کے خم، بڑھاؤ حرمت حرم
کٹے گی اب یہ شامِ غم، مٹے گی نخوتِ ستم
اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

اے قدس پاک تیرا غم، ہے خونبار چشم نم
نبھاؤ رسم بت شکن، گراؤ کفر کے صنم
اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

خمینی بت شکن ترے شعار پر ہیں گامزن
ترے وقار کی قسم، یہ گردنیں نہ ہوں گی خم
اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

اُٹھاؤ حیدری علم، مٹاؤ مرجبی چلن
ظہورِ حق قریب ہے، سہو نہ اب کوئی ستم
اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

یہ خونخوار ابر ہے، چلیں ہیں اب سوئے حرم
اے مطلب کے رب دکھا وہی جلالِ باحشم
اُٹھاؤ قدس کے علم سوئے حرم بڑھے چلو

یوم القدس ترانہ

حیدر حیدر یا صیہون

ترانہ خواں: عاطر حیدر
(دستہ امامیہ کراچی)

بیت المقدس کی قسم اُکھڑیں گے صیہونی قدم
عاشور کے لے کر علم اقصیٰ میں رکھیں گے قدم
حیدر حیدر یا صیہون

شانہ بہ شانہ، صف بہ صف لے کر براہیمی علم
توحید کے پرچم تلے سب اہل حق ہوں گے بہم
توڑیں گے زنجیر ستم، لرزیں گے ہیکل کے صنم
ٹوٹے گا زورِ عنتری، نکلے گا ہر مرحب کا دم
حیدر حیدر یا صیہون

شام و یمن لبنان ہو یا ارضِ پاکستان ہو
سب سر بکف، سینہ سپر میدان میں ہیں ہم قدم
ٹوٹے گی زنجیر ستم، ہوں گے بہم عرب و عجم
لہرائے گا چاروں طرف، توحید کا اونچا علم
حیدر حیدر یا صیہون

رہبر کی اِک للکار سے اور نعرۂ کرار سے
ہم زور استکبار کو پسپا کریں گے دم بہ دم
توڑیں گے زندان ستم، مٹ جائیں گے رنج والم
ہم بوذر و اشتر کا دم اور میثم و قنبر بھی ہم
حیدر حیدر یا صیہون

بدلیں گے تقدیر حرم، فرزند حیدر کے سخن
سردار قاسم کا لہو، دھوئے گا رودادِ الم
پھر سے مشیت کا قلم، لکھے گا تاریخ امن
سرکار ہوں گے ہم قدم، مٹ جائیں گے جور و ستم
حیدر حیدر یا صیہون

دیتی ہے ھل من کی صدا انصار کو ارضِ حرم
ہے بس یہی رودادِ غم، کر دے کرم، شاہِ اُمم
مہدی کو دے حکم اذاں، ہوں ظالموں کے سر قلم
اعلاں ہو" ان الدین" کا فی النار ہوں اہل ستم

حیدر حیدر یا صیہون

زیارت ناحیہ

نوحہ خواں: شاہد علی شاہد بلتستانی

السلام علیٰ غریب الغرباء
السلام علیٰ شہید الشھدا
السلام علیٰ قتیل الادعِیاء
السلام علیٰ ساکنِ کربلا

امامِ عصر کا محضر بنا ہے فرشِ عزا
ہیں سوگوار عزادار یوسف زہرا
دلوں کو خون رلاتی ہے ناحیہ کی صدا

چراغِ صبر جلاتے پیمبروں پہ سلام
علی و فاطمہ زہرا پہ مصطفیٰ پہ سلام
سلام سبز قبا نورِ مجتبیٰ پہ سلام
شہید راہِ خدا شاہِ نینوا پہ سلام

السلام علیک یا غریب نینوا
السلام علیک یا قتیل بے خطا
السلام علیک یا ابن زمزم وصفا

سلام تشنہ و دلگیر بے وطن پہ سلام
سلام دشت میں تنہا دریدہ تن پہ سلام
سلام خون سے رنگین ریش اطہر پر
خود اپنے خون میں غلطان بے کفن پہ سلام

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیل بے خطا

سلام چاک گریبان خشک ہونٹوں پر
جھلستے تشنہ دہن پارہ پارہ جسموں پر
سلگتے دشت میں بکھرے ہوئے گلوں پہ سلام
سناں کی نوک پہ چڑھتے ہوئے سروں پہ سلام

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیل بے خطا

برہنہ سر شہِ والا کی حرمتوں پہ سلام
گلوئے پاک کی کٹتی ہوئی رگوں پہ سلام
لب فرات بکھرتے ہوئے گلوں پہ سلام
ملائکہ کی بلکتی ہوئی صفوں پہ سلام

سلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیل بے خطا

سلام اکبر و اصغر سے ماہ تابوں پر
سلام صاحبِ زم زم کے شاہزادوں پر
لہو لہو لب و رخسارِ نازنیں پہ سلام
سناں کی نوک سے اُٹھتی ہوئی جبیں پہ سلام

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیلِ بے خطا

سلام آپ پہ غم سے نڈھال عاشق کا
جو ہم رَکاب نہ ہونے پہ محو گریہ ہے
وفا کی تیغ اُٹھاتا بدن فدا کرتا
دیارِ عشق میں لبیک کی صدا بنتا
لہو رلاتی ہے غربت شہ شہیداں کی
سلام عاشق بے تاب کے ہزار سلام

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیلِ بے خطا

سلام مالکِ تسنیم و زم زم و سِدرۃ
شبابِ جنت ماویٰ قسیم خاکِ شفا
سلام مَخزنِ عرفان حق شناس امام
سلام ناصح اُمت سلام درسِ قیام
بلند مرتبہ عزت مآب سجدہ گزار

سلام ناشر احکامِ دین عدل شعار
سپاہِ جبر سے لڑتے ہوئے جری پہ سلام
شجاع تیغ بکف دوسرے علی پہ سلام

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیلِ بے خطا

لرز رہے تھے شقی رن سے اُٹھ رہا تھا غبار
ہر ایک سمت سے آتی تھی الاماں کی پکار
لعیں نے دی یہ صدا شہ کو گھیر کر مارو
لباس لوٹ لو خیموں میں آگ سُلگاؤ
لہو میں ڈوبتی تشنہ دہن جبیں پہ سلام
نڈھال خون میں تر دُلدلِ حزیں پہ سلام

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیلِ بے خطا

سُلگتے خیموں کو تکتی وہ چشم نم ہائے

لب فرات تڑپتا ہُوا بدن ہائے
گُلوئے پاک پہ چلتی تھی تیغ شمر لعیں
صدائے گریہ و ماتم سے کانپتی تھی زمیں
جگر فگار اسیرانِ نینوا پہ سلام
سناں کی نوک سے کھینچی گئی ردا پہ سلام

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیل بے خطا

ہزار لعن ہو اُن بد نسب لعینوں پر
ہلا کے رکھ دیا ایمان کی فصیلوں کو
بس ایک وار سے قرآن کر دیا تنہا
لہولہان کیا بولتے وسیلوں کو
کیا زمیں پہ مُعطل نظامِ صوم و صلوٰۃ
شکستہ کر دیا حِکمت کے آبگینوں کو

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیل بے خطا

فلک پہ غربت شہ پر ملائکہ روئے
صفا و مروہ سے کعبہ منیٰ و مکّہ تک
پہاڑ روئے شجر روئے بحر و بر روئے
بتول روئیں نبی روئے اولیا روئے

السلام علیکَ یا غریب نینوا
السلام علیکَ یا قتیل بے خطا

منقبت

علی ولی اللہ

منقبت خواں: رجب علی خان

علی عین اللہ، علی اسد اللہ
علی ولی اللہ

ہر زمانے میں علی حق کی اذاں
عہدِ طاغوت میں مومن کی اماں
مقتل وقت میں نصرت کا نشاں
ذکر حیدر ہے منافق پہ گراں
لشکر کفر پہ ہے ضربِ خدا
علی ولی اللہ

تا ابد ذکر علی وردِ زباں
ہر اذاں نامِ علی سے ہے رواں
عشق حیدر ہے ولایت کا جہاں

ہر منافق پہ علی ضربِ گراں
منبر خم پہ رسالت نے کہا
علی ولی اللہ

شہر ایمان کا میزان علی
فرش پہ مرضی یزدان علی
عرش پر لہجہ رحمان علی
نورِ وحدت پہ ہے قربان
رب نے قرآنِ ہدایت میں لکھا
علی ولی اللہ

چل پڑی منکر حیدر کی زباں
بغض حیدر کی نجاست ہے عیاں
ہے ولایت کا ولی ربِ جہاں
ہو گی ہر لب پہ ولایت کی اذاں
ہے یہی وعدہِ رب، رمز خدا
علی ولی اللہ

شام و لبنان و یمن کا نعرہ
ہم نے حیدر کا علم ہے گاڑا
کفر شمشیر علی سے ہارا
دشمن دیں کو علی نے مارا
عاشقوں نے سرِ میدان کہا
علی ولی اللہ

نوحہ

مدینہ کی گلیوں میں محشر بپا ہے

نوحہ خواں: شاہد علی شاہد بلتستانی

مدینہ کی گلیوں میں محشر بپا ہے
شہ دین کے پرسہ دار آ رہے ہیں
دلیرانِ ہاشم کی قبریں بنا کر
عزادار سجدہ گزار آ رہے ہیں

غشی میں ہے صغرا سرِ قبر زہرا
ہے آقا کی تربت پہ حسرت کا پہرا
جدائی کے آنسو اُداسی کا صحرا
ہے اُمِ ابوالفضل کا زخم گہرا

لہو سے زمین کو معلیٰ بنا کر
جگر سوز خطبوں سے محشر اُٹھا کر
وہ عاشور کے ورثہ دار آ رہے ہیں

اسیری کی غربت، سکینہ کی تُربت
ستم گار گستاخ لہجوں کی وحشت
وہ زخم جدائی غم بے ردائی
وہ شام غریباں کا میدانِ ظلمت

اسیری کی دلگیر شامیں نبھا کر
شہ دیں کی تربت کو کعبہ بنا کر
وطن میں غریب الدیار آ رہے ہیں

وہ میدانِ حق کی علمدار مائیں
وہ تخت ستم کو ہلاتی صدائیں
وہ صدیوں کو مقروض کرتی ردائیں
وہ رنج و الم جو کلیجے ہلائیں

درِ شام و کوفہ کو منبر بنا کر
یزیدی عزائم جہاں سے مٹا کر
سفیرانِ عالی وقار آ رہے ہیں ہیں

صدائے ابابیل

وہ محمل سے اُٹھتی ہوئی سرد آہیں
وہ بجھتے دیے بین کرتی ہوائیں
مدینہ سے اُٹھتا ہُوا شورِ گریہ
سیہ پوش مضطر عزادار مائیں

شعارِ حسینؑ کے پرچم اُٹھائے
دلوں میں غموں کے سمندر چھپائے
مدینہ شہ بے قرار آ رہے ہیں

کہاں کھو گئے شہسوارانِ ہاشم
نہ عباس و اکبر نہ اصغر نہ قاسم
ہیں پورے مدینہ کی آنکھیں سوالی
کہاں ہیں دلیرانِ سرکارِ خاتم

سناں کو سلونی کا منبر بنا کر
غلامی سے اُمت کی گردن چھڑا کر
پیامِ عمل کے شعار آ رہے ہیں

ترانہ

خمینی بت شکن

ترانہ خواں: عون رضوی

خمینی امام، خمینی بت شکن

اوج پر تھی رزمِ کربلا کی آب و تاب
عزمِ آہنی میں تھا جلالِ بوتراب
دے رہا تھا فکر کو شعارِ انقلاب
بٹ رہا تھا ظلمتوں میں نورِ آفتاب

چھٹ رہی تھی چشم انتظار کی تھکن
خمینی امام، خمینی بت شکن

ڈٹ گیا محاذ پر وہ مردِ انقلاب
خاک میں ملا دیا غرورِ تخت و تاج

بے نشان کر دیا گروہ سامراج
کر دیا جہاں میں اہل زر کو بے نقاب

موسوی زبان پر تھے فاطمی سخن
خمینی امام، خمینی بت شکن

ظلمتوں سے لڑ رہا تھا شیر لافتیٰ
بن گیا جہاں میں صبح نور کی ضیا
آ رہی تھی ہر طرف سے ایک ہی صدا
رہبر کبیر تجھ پہ جان و دل فدا

عطائے ذوالجلال تھا وہ مردِ صف شکن
خمینی امام، خمینی بت شکن

رہِ یقیں پہ وجہ افتخار مرحبا
وہ کار زارِ حق کا شہسوار مرحبا
خطیب حق عطائے کردگار مرحبا
ولایتِ فقیہہ کا وہ شعار مرحبا

تھے اس کے ہم نوا لہو میں ڈوبتے بدن
خمینی امام، خمینی بت شکن

محاذ پر ڈٹا ہُوا ہے میر کارواں
لرز رہا ہے آج بھی ستم کا یہ جہاں
ہے جس کا رعب ہر یزید وقت پر گراں
ظہور تک ہوں خامنہ ای رہبر جہاں

چلیں گے اس کی اقتدا میں اوڑھ کر کفن
خمینی امام، خمینی بت شکن

یوم القدس ترانہ

ترانہ خواں: تضمین جاوید
(فلسطین فاؤنڈیشن کراچی)

صیہون کا وقت آخر ہے
اربابِ ستم کی خیر نہیں

ہیکل کا تکبر ٹوٹے گا
اب دار و رسن کی خیر نہیں
اُٹھے گا دھواں، ٹوٹیں گے صنم
مٹی میں ملیں گے جاہ و حشم
طاغوت کے سر اب ہوں گے خم
حیدر کے سپاہی ہوں گے بہم
مٹ جائے گا ہر دستورِ ستم
ہے فتح مبیں اپنی ہمدم
اقصیٰ کے ترانے گونجیں گے
اغیارِ حرم کی خیر نہیں

حیدر کی قسم اُٹھیں گے علم
امداد کریں گے شاہِ اُمم
ہے فتح مبیں اپنی ہمدم
طوفانِ اقصیٰ اُٹھے گا
فرعونِ جہاں کی خیر نہیں

اے ارضِ فلسطیں تیری قسم
مٹ جائے گا اب یہ قصہ غم
حرمت پہ تری کٹ جائیں گے ہم
اقصیٰ کا مقدر بدلے گا
اربابِ ستم کی خیر نہیں

سردار سلیمانی کا لہو
توڑے گا تمہارے جام و سبو
مٹی میں ملیں گے سارے عدو
اب ان خونخوار درندوں کے
ایوانِ ستم کی خیر نہیں

حماس اور حزب اللہ کے علم
آباد کریں گے صحن حرم
اُترے گی شب ظلمت کی تھکن
طاغوت کے ایواں لرزیں گے
اب فتنہ و شر کی خیر نہیں

صیہون کا وقت آخر ہے
اربابِ ستم کی خیر نہیں
ہیکل کا تکبر ٹوٹے گا
اب دار و رسن کی خیر نہیں

یوم القدس ترانہ

ترانہ خواں: رضوان مرزا

(دستہ امامیہ کراچی)

یوم القدس تجمعنا

ہم فاتح خیبر کا لشکر منزل ہے ہماری قدس کا در
حیدر حیدر حیدر حیدر

ہر لشکر استعمار پہ ہم، تکبیر کی برق گرائیں گے
حیدر حیدر کے نعروں سے، القدس کے در کھلوائیں گے

ہم رہبر دوراں کے اشتر، عمار حبیب اور حر کے پسر
اس ہیکل اور کلیسا کی نخوت کو راکھ بنائیں گے

ہم سربازانِ مصطفوی ٹھوکر میں رکھیں گے بولہبی
عباس کا پرچم لہرا کر بقیعہ تعمیر کرائیں گے

ہم نعرہِ حیدر کی ہیں دھمک اور لہجہ رہبر کی ہیں کڑک
ہم حزب الٰہی تیغ بکف ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

عباس کے کاری وار بھی ہم اور مہدی کے انصار بھی ہم
ان صیہونی دجالوں کو خیبر کی یاد دلائیں گے

اب شام و نجف ایران و یمن نصرت کے علم لہرائیں گے
بین الحرمین سے اقصیٰ تک باطل کے ہوش اُڑائیں گے

جب عاشورائی رستوں پر القدس کے نعرے گونجیں گے
ہم صبح شہادت کے وارث اکبر کی اذاں بن جائیں گے
ہم فاتح خیبر کا لشکر منزل ہے ہماری قدس کا در
حیدر حیدر حیدر حیدر

ترانہ القدس

ترانہ خواں: عاطر حیدر

یہ طبل و علم، یہ جاہ و حشم، بے کار پڑے رہ جائیں گے
مہدی کی عدالت میں سب کے کردار کھنگالے جائیں گے

مکے کی زمیں سے قدس تلک ہم پرچم حق لہرائیں گے
مہدی کے فدائی بڑھ بڑھ کر طاغوت کے تخت گرائیں گے

اے قدس تری حرمت کی قسم، سینوں میں ہے دم، ہاتھوں میں علم
تکبیر کے اونچے نعروں سے طاغوت کے دل لرزائیں گے

کل اِک للکارِ خمینی نے اُمت کو ہم آواز کیا
ہم آج اسی کی طاقت سے ہر غاصب سے ٹکرائیں گے

جب صحنِ حرم میں مہدیِ دیں عالم کی طنابیں پکڑیں گے
ہر دار پہ ہوں گے اہلِ ستم مقتول اُٹھائے جائیں گے

پھر ٹوٹ گریں گی زنجیریں، اربابِ ستم کی خیر نہیں
جب مہدیِ دیں کے لشکر سے انصار بلائے جائیں گے

جب نورِ ولایت کی کرنیں صدیوں کا مقدر بدلیں گی
کعبے سے مسجد اقصیٰ تک مہدی کے علم لہرائیں گے

ترانہ القدس

ہے سر پہ ولایت کا سایہ، اے بیت مقدس تیری قسم
تکبیر نے ہر دل گرمایا
اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر

کوہِ صیہون پہ گونجے گا حیدر کی ولایت کا نعرہ
جب اسرائیل کی نخوت پر عاشور کا پرچم لہرایا
اللہ اکبر اللہ اکبر

ہر مرحب و عنتر مُہر بہ لب، سکتے میں تھا ابلیسی لشکر
جب امریکہ کو رہبر نے کردارِ علی سے سہمایا
اللہ اکبر اللہ اکبر

وحدت کے ترانوں میں جب بھی اُمت نے اُٹھائی تیغ علی
میداں میں ڈٹے کراروں نے، باطل کے دلوں کو لرزایا
اللہ اکبر اللہ اکبر

ان آدم خور درندوں نے ہر بستی کو تاراج کیا
ان صیہونی دجالوں نے بارود کا محشر سلگایا
اللہ اکبر اللہ اکبر

سردار سلیمانی کی قسم، ہر مرحب و عنتر ہو گا ختم
جب لشکر حیدر تیغ بکف میدانِ شہادت میں آیا
اللہ اکبر اللہ اکبر

افطار کریں گے اقصیٰ میں، تکبیر سے گونجے گا عالم
میداں میں اُٹھیں گے پرچم جب، رہبر نے اشارہ فرمایا
اللہ اکبر اللہ اکبر

لبنان و عراق و شام و یمن طاغوت کا سر کر دیں گے خم
بدلیں گے مقدر اقصیٰ کا جب قصہ خیبر دہرایا
اللہ اکبر اللہ اکبر

مٹ جائیں گے سارے رنج و الم، صدیوں کے ستم یہ قصہ غم
قائم کے ایک اشارے نے جب وقت کا سورج پلٹایا
اللہ اکبر اللہ اکبر

یوم القدس ترانہ

ترانہ خواں: عاطر حیدر

لبیک یا حزب اللہ
لبیک یا نصر اللہ
نحن ابناء الحیدر

سید کا پاکیزہ لہو رزمِ جہاں میں سرخرو
ہو گا شعارِ حیدر ہر خیبری کے روبرو
فی النار ہوں گے سب عدو، ہوں گے فنا جام و سبو

لبیک یا حزب اللہ
لبیک یا نصر اللہ
نحن ابناء الحیدر

توڑیں گے زنجیر ستم، اُکھڑیں گے صیہونی قدم

ٹوٹیں گے باطل کے صنم، اُٹھے گا شورِ الاماں
گونجے گی سید کی اذاں، چلتا رہے گا کارواں

لبیک یا حزب اللہ
لبیک یا نصراللہ
نحن ابناء الحیدر

سید تیرے انصار ہم رزمِ حسینی کے امیں
زندہ کریں گے روحِ دیں، دھڑکے گی مقتل کی زمیں
اُبھرے گی پھر صبحِ یقیں ،لرزے گی ہیکل کی زمیں

لبیک یا حزب اللہ
لبیک یا نصراللہ
نحن ابناء الحیدر

سید کی ضربِ حیدری، خائف تھے جس سے خیبری
لے کر سپاہِ اشتری اب رن میں ہیں سید علی
ٹوٹے گا زورِ عنتری، جیتے گا عشق قنبری

لبیک یا حزب اللہ
لبیک یا نصراللہ
نحن ابناء الحیدر

ہم میثم و عمار ہیں اشتر کا کاری وار ہیں
رہبر کے سب انصار ہیں ،ہم عشق سے سرشار ہیں
تنہا نہیں سیدی ہم آپ کے احرار ہیں

لبیک یا حزب اللہ
لبیک یا نصراللہ
نحن ابناء الحیدر

نظم

مسجد جمکران

میں مسجد کے شفاف زینوں پہ بیٹھی
لرزتے قلم سے ہتھیلی پہ ترچھی لکیریں لگاتی
اسے سوچتی ہوں اسے کھوجتی ہوں
جو دل میں چھپی ہر کسک جانتا ہے
جو سر سے میرے ہر بلا ٹالتا ہے
جو مجھ سے زیادہ مجھے جانتا ہے
میں بارش کی بوندوں سے
ڈھلتی ہوئی سنگ مرمر کی اینٹوں پہ نظریں جمائے
اسی فخر یوسف کے دیدار کی منتظر ہوں

وہ معشوق کامل جو محراب کے سدرۃ المنتہیٰ پر
ولایت کا آب شفا بانٹتا ہے
وہ مسجد کے اونچے منقش دروں میں
مہکتی ہوئی ایک مانوس آہٹ میں جلوہ نما ہے
وہ تسبیح و تکبیر کے زمزموں میں
بشارت کی آیت کا باب عطا ہے
زمانے کا موجود مشکل کشا ہے
دمکتے ہوئے مرمریں فرش پر دست بستہ کھڑی میں
شہ لافتیٰ سے مدد مانگتی ہوں
مجھے اپنے یوسف کا چہرہ دکھا دے
نگاہوں سے غفلت کے پردے ہٹا دے

کلام بحضور امام ضامن وثامن

ساقی دو جہان ضامن بی کسان
شاه کون و مکان نور کشته دلان

حسن یوسف دم عشق باب عطا
عزم داؤد و موسیٰ رخ مصطفیٰ

ای جمال شب قدر صبح نجف
عطر طوبیٰ دل آستان شرف

زیر پای شما سدرة المنتهی
نور تسنیم و کوثر صراط خدا

صولت حیدری باب حلم حسن
ای طبیب بیابان روح و بدن

چشمه های روان زیر پائے شما
زیر فرمان تو کوه ها سنگ ها

ای جمال سلونی ایاغ بقا
ای خطیب عجم نور کوه صفا

تخت اقلیم دل بارگاه شما
بلبلم، نغمه ی ما وصال شما

کاش ای کاش دل را کبوتر کنم
محضرت می برم نامه ی عشق را

ذره ی بی نشانم گدائ تو ام
در جهان بازگشت صدای تو ام

آهوی بی قرارم میان الم
در شب تار آه و بکا شد بهم

خلعت عشق خواهم بدست شما
المدد یا علی ابن موسی الرضا

بوی صحن حرم مثل خاک شفا
ناشر کربلا روح ذکر عزا

مشهد عشق راز کوی عارفان
مرهم دل گل لاله ی عاشقان

خیمه ی عشق خواهم میان حرم
می نویسم سخن های عشق رضا

دل شکسته و دلگیر و خسته شدم
المدد یا علی ابن موسی الرضا

باز کن باب عشق رضا ساقیا
جرعه ی نور جام ولا ساقیا

محضر عشق دست شفا ساقیا
کوچه یار روح عزا ساقیا

☆

در دشت دلم تنگ شده شاه خراسان
این آهوی دلگیر را مشهد برسانید

☆

یک شاعر دلگیر خراسان نیامد
گویا که گل سرخ گلستان نیامد

☆

نشان یار می خواہم دل بیدار می خواہم
میان ظلمت شب سید و سردار می خواہم

چراغ عشق ہستم شعلہ دیدار می خواہم
گدائے بے نشانم کوچہ دلدار می خواہم

ردائے عزم زینب خلعت افکار می خواہم
بلطف تو لقائے حضرت سرکار می خواہم

ترانہ

اے بیت مقدس بیت خدا ہے تجھ سے ہمارا عہد وفا

(مجلس وحدت المسلمین)

اے بیت مقدس بیت خدا ہے تجھ سے ہمارا عہد وفا
مقتل میں رہیں گے تیغ بکف ہم جانبازانِ ثار اللہ

طاغوت کے ایواں لرزیں گے جب ہوں گے بہم یارانِ خدا
تکبیر کے نعروں سے ہوگا باطل کی صفوں میں حشر بپا
خیبر کے رجز دہرائیں گے! ہم فرزندانِ عاشورا

اے بیت مقدس بیت خدا ہے تجھ سے ہمارا عہد وفا
مقتل میں رہیں گے تیغ بکف ہم جانبازانِ ثار اللہ

سید کا لہو للکارے گا! لرزائے گی رہبر کی صدا
اقصیٰ کا مقدر بدلے گا اب دار پہ ہوں گے اہل جفا
خونخوار درندوں سے لیں گے معصوم لہو کا خون بہا
غاصب کے ہوش اُڑائے گا حیدر کی ولایت کا نعرا

اے بیت مقدس بیت خدا ہے تجھ سے ہمارا عہد وفا
مقتل میں رہیں گے تیغ بکف ہم جانبازانِ ثار اللہ

غزہ کے لہو کی سرخی سے برپا ہے دلوں میں شورِ عزا
یحییٰ سنوار کے لاشے پہ روتے ہیں سبھی اربابِ وفا
ہے ارض مقدس پر ہر سو خونخوار درندوں کا پہرا
اب ٹوٹ گریں گی زنجیریں یہ دورِ ستم اب ختم ہوا

اے بیت مقدس بیت خدا ہے تجھ سے ہمارا عہد وفا
مقتل میں رہیں گے تیغ بکف ہم جانبازانِ ثار اللہ

سب ٹھاٹھ پڑے رہ جائیں گے مٹی میں ملیں گے جاہ وحشم
جب آئے گا زہرا کا پسر! شانوں پہ لیے حیدر کی عبا
ہیکل کا تکبر ٹوٹے گا! ہو جائیں گے سب قرض ادا
حیدر حیدر کے نعروں سے گونجے گی فضا مہکے گی ہَوا

اے بیت مقدس بیت خدا ہے تجھ سے ہمارا عہد وفا
مقتل میں رہیں گے تیغ بکف ہم جانبازانِ ثار اللہ

ترانہ

حی علی الاقصیٰ کی صدا

برق بنے دجالوں پر
جھپٹو بن کر تیغ علی
ابلیسی آقاؤں پر
ٹھوکر میں ہو کفر کا شر
جھپٹو حزب باطل پر
خاک کرو زورِ عشر
خم کر دو طاغوت کے سر
رن میں چلے تیغ حیدر
مٹ جائے صہیون کا ڈر
بن کے سبھی اشتر کے پسر
ٹوٹ پڑو دجالوں پر

فتح مبین کا ورد لکھو
اقصیٰ کی دیواروں پر
توحیدی جانبازوں سے
لرزیں ابلیسی لشکر
بن جاؤ جبریل کے پر
چیر دو صیہونی اژدر

نحن ابناءالحیدر ۔۔۔ نحن ابناءالحیدر

رہبر کی للکار بنو
خم کر دو طاغوت کے سر
خائف کر دیں باطل کو
چاروں جانب سر ہی سر
تیغ ید اللہی کا اثر
ٹوٹ گرے خیبر کا در
بن کے حبیب اور حر کے پسر
ٹوٹ پڑو خونخواروں پر
اب تک ہے سردار کا ڈر

فرعونی درباروں پر
مہر بہ لب ہیں سارے عدو
اوج پہ ہے شیر حیدر
ذلت کی تحریر لکھی
امریکی ایوانوں پر
دیکھے گا اب صحن حرم
فتح مبیں کا ہر منظر
بیت خدا سے اُٹھے گا
حزب الٰہی کا لشکر
آئے گا زہرا کا پسر
ظالم ہوں گے اب ابتر

نحن ابناءالحیدر ۔۔۔ نحن ابناءالحیدر

نظم

مسجد گوہر شاد

بلند و بالا حسین مسجد کے بام و در کو
کمال فن سے سجانے والا
شہر کا خوش فکر نقش گر تھا
جو رب کے ذوق جمال کی اِک حسین آیت پہ مر مٹا تھا
بس ایک جلوے کی آرزو میں تڑپ رہا تھا سلگ رہا تھا
زمین زادے کے مضمحل بے قرار تپتے وجود کو
اس کنیز رب نے بقا کا رستہ دکھا دیا تھا
وجودِ بسمل فنا کی دھندلی روش سے لطف خدا کی وادی تلک گیا تھا
ستون مسجد سے سر ٹکائے وہ نقش گر اب
جمال باقی کے آبِ جاری میں دھیرے دھیرے اُتر چکا تھا
وہ شہر رے کا عظیم نقاش اب بھی محراب عشق کے
دل نشیں فسانے میں جی رہا ہے!!

الٰہیت کے حریم رحمت میں معتکف ہے
حسین منقش بلند مسجد میں سر جھکائے
میں اِرجعی (پلٹ آ) کے اسی اشارے کی منتظر ہوں
جو لطف معشوق کی ادا ہے
جو قربِ اصلی کی سجدہ گاہ ہے

(مسجد گوہر شاد ایک متقی پاکدامن خاتون کے نام سے معروف ہے۔ مسجد کا نقاش اس خاتون کے عشق میں گرفتار ہوا۔ جاں بلب تھا کہ اس عارفہ نے اسے 40 دن مسجد میں معتکف رہنے کی شرط پر نکاح کرنے کا وعدہ کیا۔ چالیس دن بعد حساس دل فنکار عشق الٰہی میں فنا ہو کر باقی ہو گیا۔ اس عظیم خاتون نے دل و جان سے عالیشان مسجد کی تعمیر کروائی۔ آج بھی گوہر شاد مسجد کے منقش ستونوں میں اپنے عشق کامل کی خوشبو بانٹ رہی ہے)

ارجعی ۔۔۔

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ () ارْجِعِيْٓ
اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ()

ظلم پرضربِ گراں ہے تیراانکارحسین

نوحہ خواں: سعید حیدری
(دستہ امامیہ پشاور)

ظلم پر ضربِ گراں ہے تیرا انکارحسین
آج بھی ہیں سر مقتل تیرے انصارحسین

دشت بے آب پہ بہتا ہُوا اکبر کا لہو
دست شبیر پہ کٹتا ہُوا اصغر کا گلو
ساحل عشق پہ سقا کے بریدہ بازو

خوں رلاتا ہے دلوں کو تیرا ایثارحسین
آج بھی ہیں سر مقتل تیرے انصارحسین

شب عاشور فروزاں تھا چراغوں کا جہاں
دشت میں چشمہ کوثر تھی امامت کی اذاں
نور قرآن سے روشن تھا وفا کا میداں

روح بیدار کی جنت تیرا دیدار حسین
آج بھی ہیں سر مقتل تیرے انصارحسین

کر گئی حشر بپا دشت میں ھل من کی صدا
ہائے نیزے سے اُتاری گئی پاکیزہ ردا
عصر عاشور کے سجدے نے دیا عشق خدا

جنگ افکار میں ہر عہد کو درکار حسین
آج بھی ہیں سر مقتل تیرے انصارحسین

ہائے رخسار سکینہ پہ طمانچوں کے نشاں
اور خیام سے اُٹھتے ہوئے شعلوں کا دھواں
نوک نیزہ پہ ہے جاری شہ دوراں کا بیاں

حشر تک محو بکا تیرے عزادار حسین
آج بھی ہیں سر مقتل تیرے انصار حسین

سرخرو آج بھی ہیں رزم حسینی کے علم
ہے زمانے میں ہدایت کا وسیلہ تیرا غم
گونجتے ہیں سر میدان شہادت کے سخن

حشر تک قائم و دائم تیرا دربار حسین
آج بھی ہیں سر مقتل تیرے انصار حسین

سوال یہ ہے۔۔۔

تمام حاجی جوار کعبہ میں آ چکے ہیں
سوال یہ ہے حسین ابن علی کہاں ہیں؟
عجیب عالم ہے بے حسی کا کہ حاجیوں کو خبر نہیں ہے
طواف کعبہ کو چھوڑ کر فاطمہ (س) کا بیٹا کدھر گیا ہے؟
خبر نہیں ہے کہ نینوا میں بجائے زلفوں کے سر کٹائے گا ابن زہرا
کسے خبر ہے
کہ اس سفر میں تمام حاجی
منی میں دنبے ذبح کریں گے۔۔۔
حسین اپنے جوان اکبر کا خون دے گا۔۔۔
حسین! عباس و عون و قاسم صغیر اصغر کو وار دے گا
گروہ حجاج یاد رکھنا
حسین کا حج لہو میں ڈوبے خدا پرستوں کا راستہ ہے

صفا ومروہ کے گرد چکر لگانے والو!!
حسین اپنے جواں کے لاشے کے گرد چکر لگا رہا ہے۔۔۔
حسین کے حج کا سرخ مسلخ (جہاں قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں)
سلگتا صحرائے کربلا ہے۔۔۔!
وقوفِ عرفات نینوا میں
سیاہ گھوڑوں کی سرخ ٹاپوں کے عین نیچے حسین کا سر بریدہ لاشہ
سعی میں مروہ ہے قبر اصغر کی سرخ مٹی...
صفا گلوئے حسین پر تیز دھار خنجر
سناں کے منبر پہ حج اکبر ادا ہوا ہے
اے سنگ کعبہ کو بوسے دیتے غلام ذہنو!!
سوال یہ ہے کہ تم کہاں اور حسین ابن علی کہاں ہیں؟

صدائے ابابیل

ترانۂ رہبری

پھر سر رزم رجز خواں ہے علی کا بیٹا
درس ہیہات کا فرماں ہے علی کا بیٹا

وقت کے مرحب و عنتر پہ غشی طاری ہے
خیبری حزب پہ یہ وقت بہت بھاری ہے
حیدری تیغ کی ضربت کا سفر جاری ہے

فکر عاشور کا فرماں ہے علی کا بیٹا
پھر سر رزم رجز خواں ہے علی کا بیٹا

ہے محاذوں پہ گرجتا ہُوا تنہا سردار
چار جانب ہیں زمانے کے ستم گر خونخوار
ابن کرّار کی دہشت سے کریں گے فرّار

آج بھی رہبر دوراں ہے علی کا بیٹا
پھر سر رزم رجز خواں ہے علی کا بیٹا

ساری اُمت ہے اسی عزم جواں پر قرباں
مرحبی فکر پہ غالب ہے علمدار زماں
ہے وہی مسجد اقصیٰ کے دکھوں کا درماں

آیت سورۂ رحماں ہے علی کا بیٹا
پھر سر رزم رجز خواں ہے علی کا بیٹا
درس ہیہات کا فرماں ہے علی کا بیٹا

اس کی تابندہ جبیں فتح مبیں کا نعرا
کوہ صہیون پہ حیدر کا علم ہے گاڑا
حزب طاغوت اسی مردِ جواں سے ہارا

نائب مہدی دوراں ہے علی کا بیٹا
پھر سر رزم رجز خواں ہے علی کا بیٹا
درس ہیہات کا فرماں ہے علی کا بیٹا

اربعینی کلام

نوحہ خواں: سعید حیدری
(دستہ امامیہ پشاور)

راستے کھول کے عاشق کو صدا دو مولا
مضطرب ہوں مجھے روضے پہ بلا لو مولا

میرے ہونٹوں پہ ہے لبیک حسینا کی صدا
میری رگ رگ میں مہکتی ہے بوئے خاک شفا
مضطرب دل کی دوا ہے تیرے روضے کی ہَوا

راستے کھول کے عاشق کو صدا دو مولا
مضطرب ہوں مجھے روضے پہ بلا لو مولا

میرے ہر درد کا درماں ہے ترا صحن شفا
سن میرے شاہ! عزادار کا یہ وردِ وفا
کاش ہو جاؤں تیرے عشق کی وادی میں فنا

راستے کھول کے عاشق کو صدا دو مولا
مضطرب ہوں مجھے روضے پہ بلا لو مولا

ہر عریضے میں لکھی میں نے زیارت کی دعا
میرا ہر سانس ترے روضہ اطہر پہ فدا
کاش ہو جائے میرے عشق کا یہ قرض ادا

راستے کھول کے عاشق کو صدا دو مولا
مضطرب ہوں مجھے روضے پہ بلا لو مولا

سر پہ ہے سایہ فگن حضرت زینب کی ردا
دل کو درکار ہے عباس کے پرچم کی ہَوا
کچھ دکھائی نہیں دیتا تیرے گنبد کے سوا

راستے کھول کے عاشق کو صدا دو مولا
مضطرب ہوں مجھے روضے پہ بلا لو مولا

ظلمت شب میں ترا عشق ہے انعام خدا
کر دیا ہر دل بیدار کو میدان عطا
تیرے زائر کا اثاثہ ہے دعائے زہرا

راستے کھول کے عاشق کو صدا دو مولا
مضطرب ہوں مجھے روضے پہ بلا لو مولا

شدت عشق میں دلگیر ہے عاشق کی صدا
روحِ بے تاب میں برپا ہے غم و ذکر عزا
نصرتِ حضرتِ مہدی میرا پیمانِ وفا

اپنے جگر پارے علامہ سید کمیل مہدی شیرازی کی شادی پر کہے گئے سہرے کے چند مصرعے

مدار شوق کا محور حسین شہزادے
تیرے جمال پہ ماہ تمام شرمائے

تیری حیات کے اس دل نشین بندھن پر
خدائے عشق عنایت کے ابر برسائے

تمہارا گھر ہو چراغ ولا سے تابندہ
تمہاری نسل سے طاغوتِ وقت گھبرائے

ہے طیبہ بھی در سیدہ کا ہدیہ خاص
جو ہر قدم پہ طہارت کے درس دہرائے

حیات نو کا دمکتا ہُوا ہر اِک موسم
امام عصر کے صدقے بہار بن جائے

در سلونی سے پاؤ علوم کے گوہر
عمل سے اُسوہ شبیر کی مہک آئے

محاذ حق پہ ہو ہر گام طیبہ ہمراہ
دیار قم در عرفاں کی راہ دکھلائے

کریمہ بی بی عطا ہو کمیل مہدی کو
اِک اپنا گھر جہاں روضے کا عکس لہرائے

لہو ارزاں نہیں ہوتا

لہو ارزاں نہیں ہوتا......
ازل سے بیش قیمت ہے
لہو لکھتا رہا ناقابل تحریف تحریریں!
لہو ڈھلتا رہا پندار کے ضامن صحیفوں میں......
لہو ہابیل کا منصف......
لہو شبیر کا ورثہ!
لہو مجذوب کی مستی
لہو عشاق کا پرچم!
لہو موجود کی دھڑکن
لہو مقتول کا ماتم

لہو نوکِ سناں پر وقت کی تقدیر لکھتا ہے
کبھی طائف کی گلیوں میں ندائے عشق بنتا ہے
کبھی صحرا کی اُڑتی ریت کو
خاکِ شفا میں ڈھال دیتا ہے
کبھی تو موت کے سوداگرو! بارود زادو! قاتلو! سوچو
لہو اپنے محاذوں سے
کبھی پسپا نہیں ہوتا......
ازل سے خاک پر بہتے لہو کی
کھولتی، آتش فشاں
فطرت کو پہچانو!
در و دیوار تک آیا تو ساری رزم گاہوں کو!
خس و خاشاک کر دے گا
اسے دل کے محاذوں پر......
بدن سے برسرِ پیکار رہنے دو

☆

سارے دکھ درد مٹائیں مولا
پرچم عشق تھمائیں مولا
روح کی پیاس بجھائیں مولا

کربلا ہے مرے جذبوں کی حرارت مولا
نینوا ہے مری آنکھوں کی بصارت مولا
سانس ہیں عشق حسینی سے عبارت مولا

خوابِ غفلت سے جگائیں مولا
اپنی نگری میں بلائیں مولا
زم زم عشق پلائیں مولا

میری نس نس میں ہے آباد بوئے خاکِ شفا
علقمہ ہے مرے ہر درد محبت کی دوا
لب پہ ہے دم ہمہ دم آپ سے ملنے کی دعا

دل میں ہے شوق شہادت مولا
دے دیں عاشق کو سعادت مولا
سونپ دیں دست شفاعت مولا

ہو مرا نام بھی چہلم کے عزاداروں میں
ذکر میرا بھی ہو کربل کے علمداروں میں
عمر بھر نام رہے حق کے طلبگاروں میں

خواب تعبیر بنائیں مولا
اپنے محضر میں بلائیں مولا
فرش سے عرش پہ لائیں مولا

اربعیں ہے مرے ہر خواب کا منظر مولا
نینوا ہے مرے جذبوں کا سمندر مولا
عشق بیتاب میں ہے نعرۂ قنبر مولا

ترانہ

تمام عالم ہے زیرِ خنجر، زمین مقتل بنی ہوئی ہے

تمام عالم ہے زیرِ خنجر، زمین مقتل بنی ہوئی ہے
اُٹھاؤ پرچم کہ دست رہبر میں تیغ حیدر تنی ہوئی ہے

شعارِ حق کے علم اُٹھاؤ، شعور وحدت کو آزماؤ
ستم گر وقت کو پچھاڑو، صدائے عاشور کو اُٹھاؤ
سپاہِ حیدر نے رن سنبھالا تو راکھ ہوں گے سبھی الاؤ

تمام عالم ہے زیرِ خنجر، زمین مقتل بنی ہوئی ہے
اُٹھاؤ پرچم کہ دست رہبر میں تیغ حیدر تنی ہوئی ہے
ہے پا بہ جولاں ضمیر آدم لبوں پہ مہر ستم لگی ہے
ہے بستی بستی میں شور ماتم قدم قدم پر درندگی ہے
لہو میں تر ہے بشر کی حرمت سناں پہ دشوار بندگی ہے
تمام عالم ہے زیرِ خنجر، زمین مقتل بنی ہوئی ہے
اُٹھاؤ پرچم کہ دست رہبر میں تیغ حیدر تنی ہوئی ہے

یہ نسل آدم جہانِ تازہ میں سربریدہ بدن دریدہ
ہوس پرستوں کے لب پہ جاری ہے عشق ابلیس کا قصیدہ
سلگتے بارود کے جہنم میں آدمیت ہے غم گزیدہ
عراق و شام و یمن میں بہتے لہو پہ دنیا ہے آبدیدہ

تمام عالم ہے زیرِ خنجر، زمین مقتل بنی ہوئی ہے
اُٹھاؤ پرچم کہ دست رہبر میں تیغ حیدر تنی ہوئی ہے

بریدہ لاشوں میں چار جانب کھڑے ہیں ابلیس کے پجاری
کرے گا نابود ربِّ اکبر فشار ظلمت کی ہر سیاہی
ستم گرانِ جہاں کو پسپا کرے گی مہدی کی بادشاہی

تمام عالم ہے زیرِ خنجر، زمین مقتل بنی ہوئی ہے
اُٹھاؤ پرچم کہ دست رہبر میں تیغ حیدر تنی ہوئی ہے

ترانہ

(دستہ امامیہ کراچی)

ہاتھوں میں لیے ایماں کے علم جب جانب مقتل آئیں گے
ہم ضربِ یدِ الٰہی کا ثمر حیدر کا رجز بن جائیں گے

اقبال کا روشن خواب بھی ہم مٹی سے آگے مہتاب بھی ہم
دھرتی کے دمکتے ماتھے پر تعبیر کے رنگ سجائیں گے

ہم سر بازانِ مصطفوی ٹھوکر میں رکھیں گے بولہبی
تکبیر کے اونچے نعروں سے ہم پرچم حق لہرائیں گے

کرار کا کاری وار بھی ہم، اس دھرتی کے معمار بھی ہم
ہم فرزندانِ بدر و احد مٹی کے قرض چکائیں گے

دشمن کے مقابل کوہِ گراں، ہم حکم اذاں، ہم سیل رواں
ہم رزمِ جہاں میں باطل کی نخوت کو خاک بنائیں گے

کرار بھی ہم، جرار بھی ہم، ہیں حمزہ کی للکار بھی ہم
ہم ضربِ الٰہی تیغ بکف دشمن کے ہوش اُڑائیں گے

اَاَدْخُلُ یا ابا عبداللہ؟

(کیا میں داخل ہوسکتی ہوں)

ندامتوں کی کثیف چادر میں محوِ گریہ
خطا کا گرد و غبار اوڑھے
میں بابِ قبلہ تک آ گئی ہوں۔۔۔
کریم مولا سے کیسے اذنِ دخول مانگوں؟
دریدہ دامن میں کچھ نہیں ہے
کھلی ہتھیلی پہ عشق کی اِک لکیر ہے
اور عمل کا زادِ سفر نہیں ہے
میں دست بستہ غریب زادی
کریم مولا کے لطف و رحمت کی منتظر ہوں اگرچہ بارگنہ گراں ہے
مگر یقیں ہے
بطور مجرم کھڑی ہوئی اس مسافرہ کو کوئی بھی باغی نہیں کہے گا
کوئی بھی باغی نہیں لکھے گا

ابابیل

قصہ فیل کے مدح خوانو!
وقت کے ابرہہ سے ڈرتے ہو
خود ابابیل کیوں نہیں بنتے؟

زیارت بیت اللہ

ردائے عشق اوڑھ کر
پلٹ کنیز ہاجرہ!!
جھٹک دے سارے آئینے
فقط اسے تلاش کر۔۔۔
فقط اسی پہ رکھ نگاہ!
سفید پیرہن سجا
اسی کا رنگ اوڑھ کر
اُڑان بھر سوئے بقا
دیارِ عشق میں جلا
چراغِ زم زم وصفا
طواف کوئے یار میں
حصارِ ذات سے نکل
فنا کے دائرے میں آ
پلٹ کنیز ہاجرہ
پلٹ کنیز ہاجرہ۔۔۔

ہے کوئی؟

رسول خندق میں کہہ رہے تھے
کہ ہے کوئی جو
سگِ نجس عمر، عبدود کی زبان روکے؟
سبھی مؤرخ گواہی دیں گے
علی اُٹھے تھے۔۔۔
درِ حرم پر سگِ زمانہ
اسی رعونت میں
پھر کھڑا ہے
رسول پھر آج اپنی اُمت سے کہہ رہے ہیں
کہ ہے کوئی جو
شعارِ توحید کو بچا کر
سگِ نجس کو لگام ڈالے؟

عمرہ رجبیہ

ولائے حیدر کرار کے صدقے۔۔
رجب کی تیرہویں
لبیک کی چادر سمیٹو
عشق کی گٹھری اٹھاؤ
!!جس میں شجرے کی گواہی ہو
کنیزِ سیدہ
صحن حرم میں گوش برآواز ہوجاؤ
سنو اعلانِ قد افلح (قد افلح المؤمنون)
!!فرشتوں کی صدائے تہنیت پر سر دھنو
رحلِ رسالت پر اترتے
بولتے قرآن پر ایمان لاؤ
عشق کی گٹھری اٹھاؤ
اور فنا فی اللہ ہوجاؤ
کرو پرواز

اب اس کوچہ دلدار کی جانب
خدا جس شہر کی قسمیں اٹھاتا ہے
جہاں آقا کے لہجے کی حلاوت
فاطمہ زہرا کی نورانی طہارت
اور علی مولا کے سجدوں کی حرارت ہے جہاں زہرا کے شہزادوں کی خوشبو
اور علی ع وجعفر ع وباقر ع کی نورانی اقامت ہے
ہرے گنبد کے جلتے قمقموں میں
مرقد زہرا کو ڈھونڈو
دشت تنہائی کی غربت
بے نشاں قبروں سے پوچھو
اور ان بے سایہ قبروں کے سرہانے
ان کے وارث کو پکارو
!!یا ابا صالح
شب حسرت کی ظلمت میں
چراغوں کو جلاؤ یا ابا صالح۔!!۔

اشعار

☆

ہائے زہرا تیرے طاغوت شکن دعوے کی
حشر تک دل کی عدالت میں سماعت ہوگی

☆

اپنے غم بھول ذرا پوچھ نبی زادی سے
شہر آباد میں غربت شب تنہائی کی

☆

ہم ایسے شہر کا احوال کیا لکھیں کہ جہاں
امیر شہر محمد (ص) غریب شہر بتول (س)

☆

جبر کے خداؤں کی ریت یہ پرانی ہے
حر مزاج لوگوں کو قتل کر دیا جائے

☆

نیلام ہو گی اب سر بازار زندگی
دستار عدل زر کے عوض بیچ دی گئی

☆

بندگی کے سوال تھے کتنے
رب پکارا میرا جواب حسین

☆

لہو لہان علی کہہ رہے ہیں ملجم سے
تمہارے وار سے قنفذ کا وار کاری تھا

☆

کڑے تھے سارے مصائب مگر گراں تر تھا
ہجوم عام کے چہروں پہ بے حسی کا سکوت

☆

تیری رحمت کی گھنی چھاؤں میں سوتے ہوں گے
اپنے کندھوں کی صلیبوں سے اتارے گئے لوگ

☆

حسرت دید تیری یوسف زہرا عج جیسے
تشنہ لب پیاس کی شدت میں پکارے پانی

صدائے ابابیل